عذر — میں نے وعدہ کیا تھا کہ سہ ماہی سوم کے نمبر بھی جلد
میں محرم میں وطن گیا وہاں دفعتہً تپ لرزہ و درد جگر میں مبتلا ہوا کہ بظاہر
زندگی کی نہ تھی تین چار ماہ کامل علیل رہا لیکن خدا نے میرے حال پر رحم فرمایا اور صحت عطا کی
اسی وجہ سے میں وعدہ کو پورا نہ کرسکا - اکتوبر میں واپس آکر بکوشش تمام سہ ماہی
کے یہ نمبر چھپوائے میں امید کرتا ہوں کہ میرے عذر کو معاونین قبول فرمائیں گے -

بجواب خطوط اکثر بزرگواروں کے میں نے عرض کیا تھا کہ سہ ماہی سوم و چہارم کے نمبر
ساتھ ہی شائع کرونگا لیکن بوجہ میری غیر حاضری کے ایک تو سلسلہ آمد چندہ کا بند
دوم اب جو خطوط بعض جگہ بھیجے اونکے جواب کم آئے لہذا بوجہ کمی مصارف کے
چہارم کو شایع نہ کرسکا - امید کرتا ہوں کہ اگر یہ نمبر پہونچتے ہی جن بزرگواروں نے
ہنوز نہیں دیا ہے اونہوں نے بھیجدیا تو سہ ماہی چہارم کے نمبر بھی قریب تر شایع
پہونچیں گے کام جاری ہے - اگر چندہ نہ آیا تو وہ نمبر بذریعہ ویلو بھیجونگا - اگر ویلو
آئے تو واپس کنندہ حضرات کی نسبت سمجھا جائیگا کہ اونکو اب خریداری منظور نہیں
رسید زر جو شائع کیجاتی ہے اوسکے ملاحظہ کے بعد معلوم ہوسکتا ہے کہ کن کن
کو چندہ بھیجنا چاہیے **والسلام**

رسید چندہ جلد ثالث بابتہ سال ۱۸۹۶ع

نام معاونین	تعداد چندہ	نام معاونین
عالیجناب آغا محمد صادق صاحب مشہدی نائب تحصیلدار	سے ر	عالیجناب شیخ علی عباس صاحب وکیل بہرائچ
عالیجناب سید اکبر حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ مل	سے ر	عالیجناب سید منیر حسین صاحب [illegible]
		عالیجناب شاہ علی مہدی صاحب تحصیلدار

...یرا من الذین هادوا یحرفون الکلم عن مواضعہ ویقولون سمعنا وعصینا واسمع غیر مسمع وراعنا لیا بالسنتہم وطعنا فی الدین"

اور چاہتے ہین یہ کہ گم کردو تم راہ راست کو اور خدا زیادہ جانتا ہی دشمنون تمہارے کو اور کافی ہی اسد دوست اور کافی ہی اسد نصرت کرنیوالا۔ دہیانتک اس آیت مین خبر ہی ایک گروہ کی نسبت کہ جنکو کچہ حصہ کتاب کا دیا گیا ہی اور وہ گمراہی مول لیتے ہین اور چاہتے ہین کہ جو لوگ راہ راست پر ہین وہ بہی گمراہ ہوجائین اور خطاب اس آیت مین اول خاص ذات پیغمبر کیطرف ہی لیکن درمیان آیت کے خدا بعد خبر دینے اُن لوگونکے کہ جنکو کچہ حصہ کتاب کا دیا گیا اور وہ گمراہی خرید کرتے ہین اُنکے ارادہ کے مقابل مین دوسرے گروہ کے لوگونکے کہ جو راہ راست پر ہین اور جنکو پیغمبر کے ساتہ جمع کے صیغہ سے بولا گیا ہی۔ خبر دیتا ہی مخاطبون شریک کو شریک فی النبوۃ اور شریک فی الرسالت سے مراد نہین بلکہ شریک فی الہدایۃ سے مراد ہی جو بذریعہ امامت کے ہوتی ہی امامت کہ جو رسالت کو شامل ہی کہ وہ تمکو راہ راست سے گم ... اور جنکا ارادہ راہ راست سے گم کردینے کا ہی اُنکو دشمن اُن

اُن لوگون کا فرمایا ہی کہ جو راہ راست بہ ہین۔

نتیجہ مقصود اس آیت کا یہ ہی کہ خدا نے دو گروہ اس آیت مین بتلائے ہین ایک وہ کہ جو راہ راست سے گم کر دینے کا ارادہ رکھتا ہی دوسرا وہ کہ جو راہ راست پر ہی اور پیغمبر کا شریک ہی جس کو پیغمبر کے ساتھ خدا نے شامل کر لیا ہی۔

اسی موقع پر یہ بھی ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ جو فرقہ راہ راست والے لوگون کو گمراہ کرنے والا بتایا گیا ہی اُسکا یہ وصف بھی نامزد کیا گیا ہی کہ اُسکو کتاب سے ایک حصہ دیا گیا ہی یعنی کتاب کے کل ہی حصص نہین دیے گئے ہین اور وہ ایک حصہ سے گمراہی خریدا کرتا ہی۔

اب مین صاف کہتا ہون کہ وہ فرقہ یہ ہو سکتا ہی کہ جو رسالت کو ماننے اور امامت کو نہ ماننے اور اسی قسم قرآن کی نسبت بالاحتمال تحریف کرنے کا الزام اس آیت مین لگایا جاتا ہی اور جسکا استنباط یون ہوتا ہی کہ کیا آپنے پیغمبر نہین دیکھتا ہی تو طرف اُن لوگون کے کہ دیے گئے ہین ایک حصہ کتاب سے دلیے اس کتاب مین جو تیری رسالت کا بیان ہوا ہی اُسکو ایک حیثیت سے قبول کرتے ہین خرید کرتے ہین گمراہی کو واسطے رسالت قبول کرنے کے ساتھ جند

امت رسول کے اُن مسلمانونکے حق مین ہو کہ جو مُنہ سے کہتے تھے
کہ ہم ایمان لائے اور دل اُنکے ایمان نہین لائے تھے اور اُنکی
اس نالائق حرکت سے پیغمبر کو استدلال ہوا ہی جسکی وجہ سے خدا کو یہ
فرمانا پڑا ہی کہ ای رسول تجکو غمگین نہونا چاہیے اور جس امر کو کہ زبانسے
ظاہر کرتے تھے اور دلمین ایمان نہین رکھتے تھے وہ امر اس مثال
سے ظاہر ہوتا ہی کہ جسکے بموجب خدا نے اسی آیت مین تشفی
دی ہی) ترجمہ اور اُن لوگومین سے کہ یہودی ہین بہت سننے
والے ہین واسطے جھوٹ کے بہت سننے والے ہین واسطے قوم
دوسری کے جو نہین آتے ہین تیرے پاس (یعنی تیری طرف رجوع
نہین کرتے اور متوجہ نہین ہوتے) تحریف کرتے ہین کلام بعد کو
اُسکی جگہ سے "

اس فقرۂ آیت مین خدا نے پیغمبر کے غمگین نہونیکے لیے یہ نصیحت
فرمائی ہی کہ یہود بھی تو تیری رسالت کے متعلق توریت مین تحریف
کرتے ہین تیری امت کے لوگ تیری آل کی امامت کی بابت بعد
تیرے یا کلام بعدکو (یعنی بعد رسالت کے امامت کو) اگر تحریف
کرین تو تجکو آزردہ نہین ہونا چاہیے۔ بعد کا لفظ جو اس آیت مین
ہی وہ نہایت ہی قابل غور ہی اور جسکا نتیجہ یہ ہی کہ پیغمبر کے ساتھ

پیغمبر کی آل کو اسوۂ ہی۔

یہود نے پیغمبر کی رسالت کے باب مین بعد کو تحریف کی ہی اور جو مسلمان کہ صرف زبانی ایمان لائے ہین اور دلمین اُنکے ایمان نہیں ہی وہ آل پیغمبر کی امامت مین بعد کو تحریف کرتے ہین اور اسی موقع سے ظاہر ہو جاتا ہی کہ مصداق تحریف کا فرقہ شیعہ ہی یا فرقہ اہلسنت وجماعت کا۔!

حفاظت قرآن کی تحریف لفظی اور معنوی سے خدا نے اسطرح پوری کی ہی کہ جسوقت جو آیت نازل ہوئی تہی اُسیوقت پیغمبر خدا الفاظ اُس آیت کے لکھا دیتے تہے اور اُنہین لکھے ہوے الفاظ کے بموجب قرآن جمع اور نقل کیا گیا ہی کہ جو اسوقت تک امت رسول کے پاس موجود ہی اور بوجہ لکھا دینے پیغمبر کے آیات قرآنی کو تحریف لفظی کا موقع کسیکو نہین ملا اور نہ مل سکتا تہا۔

جو آیت جسوقت نازل ہوتی تہی اُسکا منشا اور مقصود پیغمبر خدا علی مرتضی کو بتا دیتے تہے اور وہی تفسیر بتائی ہوئی حضرت پیغمبر خدا کی علی مرتضی اپنے ہاتھ سے لکھ لیتے تہے جسکو علی مرتضی نے بترتیب نزول مع تفسیر بتائی ہوئی پیغمبر اور لکھی ہوئی اپنی کے پیش کیا تہا اور نہین لیا گیا مگر وہ قرآن مع تفسیر کے علی مرتضی کے

پاس رہا جسکے وجوہ کے متعدد اخبار کتب اہلسنت سے ہم پہلے نقل کرتے
ہوے آے ہین اور جسکے نہ لیے جانے پر بعض علماے اہلسنت نے
افسوس کیا ہی اور وہی قرآن تفسیری دیگر ائمۂ اہلبیت کے پاس
برابر چلا آیا اور بارہ ائمہ اہلبیت علی مرتضی سے لیکر محمد بن حسن عسکری
علیہم السلام تک معنی اور مقصود آیات قرآنی کے بیان فرماتے رہے
جو بموجب تفسیر بتائی ہوئی پیغمبر اور لکھی ہوئی علی مرتضی کے تھا اور وہی
انکے ارشادات اور بیان شیعون نے اپنی کتب احادیث مین جمع
اور نقل کیے ہین اور انہین سے حفاظت تحریف معنوی کی ہوئی
ہی۔

جن آیات کے معنی ائمہ غیر اہلبیت رسول نے خلاف اُن معنی
اور مقصود کے جو ائمہ اہلبیت نے فرمایا ہی قرار دیے ہین یا قرار دیتے
ہین وہ درحقیقت تحریف معنوی ہی اور اُس تحریف معنوی کے مرتکب
وہی فرقے اسلام کے ہین اور ہو سکتے ہین کہ جو غیر فرقہ شیعہ کے
ہین۔

فرقۂ شیعہ نے جن آیات کے معنی اور مقصود ائمہ اہلبیت سے
لیے وہ بنظر تعمیل اُس ارشاد پیغمبر کے ہی کہ قرآن علی کے ساتھہ ہی
اور علی قرآن کے ساتھہ جسکا مقصود یہ ہی کہ علی کا قول و فعل مطابق قرآن

کے ہی ذرا فرق نہین ہی۔

اور اُس ارشاد پیغمبر پر تمسک کیا گیا ہی کہ قرآن اور اہلبیت یا عترت پیغمبر کبھی جدا نہونگے اور جو کوئی ان دونون گرانقدر چیزونکو مضبوط پکڑے رہیگا وہ کبھی گمراہ نہوگا جسکی مراد یہ ہُ کہ عترت رسول ٹھیک ٹھیک معانی قرآن بیان کر سکتے ہین۔

ایسے ائمہ اہلبیت نے جو معنی اور مقاصد آیات قرآنی کے بتاے ہین وہ کیونکر تحریف سمجھی جا سکتی ہی بلکہ اسی طریقہ عمل نے قرآن کو تحریف معنوی سے محفوظ رکھا ہی۔ اُنکی نسبت احتمال تحریف امر معکوس ہی۔

البتہ غیر ائمہ اہلبیت سنے خلاف مراد ائمہ اہلبیت کے جو معنی قرار دیے ہین وہ قطعی تحریف ہی اور جسکا بیان اُن آیات مین خود خدا نے کر دیا ہی کہ جنمین ذکر تحریف کلام خدا کا کیا گیا ہی اور جسکی تصریح ہم ابھی اوپر کر آے ہین۔

جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ خلاف فرقہ شیعہ کے دوسرے فرقہ اسلام قرآن کی وہی حالت کرنا چاہتے ہین اور اُسی کی کوشش کرتے چلے آتے ہین کہ جو توریت اور انجیل کی حالت ہو گئی اگر شیعہ ایسی حفاظت نہ کرتے تو تمام مذہب اسلام مین قرآن کی

رسول خدا کے امامت کو قبول نہیں کرتے کہ جو دوسرا حصہ کتاب کا ہی
اُسیں ، دوسرے حصہ کتاب کو بدلکر بعوض ہدایت کے ضلالت مول
لیتے ہین) اور ارادہ کرتے ہین یہ کہ گم کردو تم راہ راست کو (اے
جو لوگو کہ تم راہ راست امامت کو قبول کیے ہوتے ہو وہ لوگ
ارادہ کرتے ہین کہ تم اُس راہ راست کو گم کیردو) اور اللہ خوب جانتا
ہی تمہارے دشمنونکو (اے اُن لوگون کو کہ امر امامت کے سبب
سے تمہارے ساتھ دشمنی رکھتے ہین)؎

ابتداءً اس آیت مین تحریف کا بیان کنایہ سے ہوا ہی اسلیے
خدا اُسی آیت کے ساتھ مین مثالاً فرماتا ہی ؎ ترجمہ ؎ اُن لوگون
مین سے کہ یہودی ہوئے ہین تحریف کرتے (بدل دیتے ہین)
کلمون کو مقامون اُسکے سے (اور اس مثال کے بعد خدا بذریعہ
حرف عطف یا استیناف کے اُنہین پہلے لوگون کی نسبت کہ جنکو
ایک حصہ کتاب سے دیا گیا اور جو گمراہی کو مول لیتے ہین اور راہ
راست والون کو گمراہ کردینے کا ارادہ کرتے ہین اُن لوگون کی
نسبت خبر دیتا ہی)۔

؎ ترجمہ۔ اور کہتے ہین کہ سنا ہم نے اور نا فرمانی کی ہم نے (دل
مین) اور سن تو جو بات نہین سنائی گئی (جو ہمکو سنایا گیا ہی اُس کے

خلاف ہم سے سُن) اور رعایت کر تو ہماری (ایسی بات رسول کی زبان سے کیسے کہتے ہین) زبانون کو موڑ کر اور طعن کر کے دین مین (ایسے دل کی بات زبان کو موڑ کر کہتے ہین کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امامت اپنے اہلبیت مین ہی قائم کردی اور ہماری رعایت نہ کی۔

اِس نص سے دیکھنا چاہیے کہ الزام تحریف کا کس کے ذمہ عائد ہوتا ہی۔ پارہ ۶۔ سورہ مائدہ رکوع ۶۔

پہلے خدا فرماتا ہی "بہر آئینہ لیا اللہ نے عہد بنی اسرائیل کا اور مبعوث (برانگیختہ) کیا ہم نے اُنین سے بارہ سردار کو اور کہا اللہ نے (بنی اسرائیل سے) تحقیق کہ مین تمہارے ساتھ ہون البتہ اگر تم قائم کروگے نماز کو اور ایمان لاؤگے تم ساتھ پیغمبرون میرے کے (اسے جو کچھ فرمائین اُسکی فرمانبرداری کرنا) اور قرض دوگے تم اللہ کو قرض حسنہ (راہ خدا مین خرچ کرنا) تو البتہ دور کرونگا مین تم سے گناہ تمہارے اور بہر آئینہ داخل کرونگا مین تمکو بہشتیون مین کہ جاری ہین نیچے اُسکے نہرین "

اُن بارہ سردارون کو جو خدا نے مبعوث کیا تھا اور بنی اسرائیل سے میثاق لیا تھا اُس کے شرط اور جزا کے ذکر کے بعد خدا یہ

وہی حالت ہوجاتی جو مذہب عیسائی اور یہودی مین توریت اور
انجیل کی ہوگئی شیعون کو کوئی طمع نہین تہی کہ جس کے سبب سے
وہ تحریف معنوی قرآن کی کرتے - ائمہ اہلبیت کی خود حالت ایسی
رہی ہی کہ جس سے کوئی توقع حصول دولت کی شیعون کو انکی
طرفداری سے نہین ہوسکتی تہی برخلاف فرقہ غیر شیعہ کے جنکی
خلفاء نے حکومت خلافت حاصل کی تہی اُس حکومت کے
لیے بہ طمع حصول دولت تحریف معنوی قرآن کے لیے کوشش
کی - کیا کچھ شبہ ہوسکتا ہی کہ غیر مذہب شیعہ کے دیگر فرقون اہلاسلام
کی طینت کا نمونہ بہت اچھی طرح ظاہر ہوگیا جسکی متعدد خبرین
پیغمبر خداء دے چکے تھے اور جسکو جابجا ہم کتب اہلسنت
سے دکھا آئے ہین -

یہ قول مصنف مخاطب کا کہ وہ شیعون کے اعتقاد مین
جو لوگ اصحاب ائمہ کہلاتے ہین وہ درحقیقت مذہب اسلام
کے معتقد نہ تہے" خلاف واقعہ اور بغیر سند کے ہی جن جن
اصحاب ائمہ کا ذکر مصنف مخاطب نے کیا ہی از روے واقعات
کے حالت اُنکی جو ہم نے دکھائی ہی اور جبکہ وہ کامل الایمان
ہوگئے ہین شیعون کے اعتقاد مین وہ درحقیقت مذہب اسلام

کے ایسے معتقد ہے کہ اُن کے عہد مین کوئی دوسرا اصلی اور حقیقی مذہب اسلام کا معتقد نہ تھا اُنھون نے مذہب شیعہ تصنیف نہین کیا نہ ائمہ اہلبیت پر افترا کیا۔

ائمہ اہلبیت نے جو سچا اور حقیقی مذہب اُنکو تعلیم دیا اُسکو اُنھون نے نہایت سچائی اور ایمانداری سے ظاہر کیا ہے اور جس مین اُنکے واسطے کوئی طمع دولت و مال کی نہین تھی اور نہ ہو سکتی تھی۔ اُن اصحاب ائمہ کی حالت بالکل مخالف و مختلف اُن اصحاب پیغمبر کے ہے کہ جنھون نے بطمع خلافت جسکی آرزو اُن کے دل مین حیات پیغمبر سے تھی بعد وفات پیغمبر کے اہلبیت پیغمبر کو چھوڑ کر رخنہ اختلاف کا اور مخالفت مذہب حقیقی اسلام مین ڈالی اور احادیث پیغمبر کو جنکی تعداد پانسو بیان کیجاتی ہے جلا ڈالا (کنز العمال کتاب العلم) اور احادیث کذب وضع کرکے پیغمبر خدا پر اتہام کیے جنکی تعداد اس درجہ پر پہونچ گئی کہ خود آخر کار علماے اہلسنت نے کئی لاکھ حدیثونکا وضعی ہونا قبول کرکے پیغمبر پر افترا باندھنا ثابت کردیا ہے اور نتیجہ اُسی تو جا د جوع کا ہے جو غیر اہلبیت رسول کیطرف کی گئی۔

اور بغیر حالت اصحاب ائمہ اہلبیت کی برخلاف اُن علما کے ہے

کہ جو بظاہر اپنے آپکو مسلمان قرار دیتے تھے اور ناروا تائید خلافت خلفائے ناحق کی کر کے مخالفت اصلی اور حقیقی مذہب اسلام کے بطمع مال و زر دنیا کے تازہ تازہ قواعد گڑھتے تھے جس سے خود کتب اہلسنت مالا مال ہین۔

اور جسطرح اصحاب ائمہ اہلبیت نے مذہب شیعہ اپنی طرف سے تصنیف نہین کیا اور نہ ائمہ اہلبیت پر افترا کیا اسیطرح اُنھون نے تحریف قرآن کی کوئی روایت تصنیف کر کے ائمہ اہلبیت کیطرف منسوب نہین کی اور نہ اُنکو کوئی ضرورت ایسی تھی اُنکو جو کچھہ حاجت تھی وہ سچے دین کے تھی۔

برخلاف اُسکے غیر اہلبیت رسول نے مخالف ارشادات پیغمبر کے اپنے آپکو عالم علم قرآن قرار دیکر اور اپنی راے سے بیمحل اور خلاف واقع خصوص مسئلہ امامت مین کہ خلافت جسکے تابع تھی تفسیر قرآن کی کر کے تحریف قرآن کی کی۔

معیار اس امر کا طمع خلافت اور حرص دولت دنیا ہے۔ جو لوگ کہ طمع خلافت کر کے قابض خلافت ہوگئے اور جن لوگون نے اُن خلفا کی بطمع دولت و دنیا اطاعت کی اُنہین کو ضرورت احادیث کے وضع کرنے اور معنی آیات کے تحریف کرنیکی پیش

آتی اور اُنہین کی نسبت ایسا یقین ہوسکتا ہی اور ہونا چاہیے۔
لیکن ائمہ اہلبیت نہ قابض خلافت پر ہوے کہ جسکے وہ مستحق تہے اور اُنکا تمام زمانہ اپنے مخالفونکیطرف سے اندیشہ مین گذرا اُنکے متبع اور طرفدارونکی نسبت کسی طمع اور حرص کا گمان ہی نہین ہوسکتا بلکہ بجاے حرص اور طمع کی آلودگی کے اُنکے دلونمین ائمہ اہلبیتؑ کے مخالفونکی جانب سے وہی خوف تہا جو ائمہ اہلبیت علیہمُ السلام کو تہا۔
ایسی حالت مین ائمہ اہلبیت سے اُنکے متبع لوگون نے جو کچہہ حاصل کیا وہ بے لوث ایک سچا دین سمجہا جاسکتا ہی اور ائمہ نے جو کچہہ بیان فرمایا ہی اور اُنکے متبع لوگوننے جو کچہہ اُن سے لیا ہی اور جسکو اُنہوننے اپنی کتب مین درج کیا ہی اُسمین نری سچائی کے سوا اور کچہہ نہین ہوسکتا۔ اُنکو نہ وضع کرنیکی کوئی ضرورت تہی نہ تحریف کرنیکی۔ البتہ غیر فرقہ شیعہ کو بطمع خلافت اور بمقابلہ دولت دنیا کے کیا غرض تہی کہ قرآن کے معنی مین تحریف کرنے سے باز رہتے اور مذہب اسلام مین شکوک نہین بلکہ مذہب اسلام سے انحراف اور ارتداد پیدا ہوجانیکی پروا کرتے اُنکی آنکہونپر طمع اور حرص نے ایسا پردہ ڈالدیا تہا کہ وہ مطلق نہ سمجہہ سکے کہ اصلی اور حقیقی پیروان

فرماتا ہی۔

؎ فمن کفر بعد ذلک منکم فقد ضل سواء السبیل فبما نقضہم میثاقہم لعنام وجعلنا قلوبہم قاسیۃ یحرفون الکلم عن مواضعہ ونسوا حظا مما ذکروا بہ ولا تزال تطلع علی خائنۃ منہم الا قلیلا منہم فاعف عنہم واصفح ان اللہ یحب المحسنین ؎	ترجمہ ؎ پس جو کوئی کفر کرے بعد اُس کے تم مین سے پس تحقیق گمراہ ہوا وہ سیدہی راہ سے پس ساتھ توڑ ڈالنے اُنکے کے عہد اپنے کو لعنت کی ہم نے اُن کو اور کر ڈالے ہم نے دل اُنکے سخت تحریف کرتے ہین کلمونکو جگہون سے اور بہول گئے وہ حصہ اُس چیز (اسے سرداری علی)

کو کہ نصیحت کی گئی تہی اُنکو ساتھ اُس کے ہمیشہ مطلع ہوتا ہی تو (اے محمد صلعم) اوپر خیانت کے اُن لوگون (بہول جانے والون) مین سے مگر تہوڑے اُن مین سے (اسے جنہون نے خیانت نہیں کی) پس درگزر کر تو اُن سے اور منہ پہیرلے (اسے دنیا مین اُنکو کچہ سزا نہ دیجائے) اور منہ پہیرلے تحقیق کہ خدا دوست رکہتا ہی نیکی کرنے والون کو ؎

اگرچہ بہت سے سورہ مین پیغمبر آخرالزمان کی اور اُن کے وصی کی اور

امامت رسول کی حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون اور ان کی
قوم کی مشابہت ہی اور جیسے کہ قوم بنی اسرائیل کے لیے بارہ سردار
برانگیختہ ہوئے تھے ویسے ہی پیغمبر نے بارہ سردار اپنی قرابت قریب
سے بتلائے ہیں مگر اس آیت میں ان دونوں پیغمبروں اور انکے
وصی اور اُن کی قوم کو ذکر میں ایسا منضم کیا ہی کہ آخرکار پیغمبر آخرالزمان
کی طرف خطاب ہی کر دیا ہی اور جس سے اشعار اصل بات یہ ہی
کہ جیسے بنی اسرائیل کے بارہ سرداروں کی سرداری نہ ماننے میں
تحریف ہوئی اور اس حصہ سرداری کی نصیحت کو بھول گئے ویسے
ہی بارہ اماموں کی سرداری قریب قرابتدار ان رسول کی تحریف
کرتے ہیں اور حصہ نصیحت امامت اُن کی کو بھول جاتے ہیں - اے پیغمبر
معاف کر اور درگزر کر تو۔ پارہ ۶ رکوع ۹ سورۂ مائدہ -

۲۲ یا ایہا الرسول لا یحزنک
الذین یسارعون فی الکفر
من الذین قالوا امنا بافواہہم
ولم تؤمن قلوبہم ومن الذین
ھادوا سماعون للکذب سماعون لقوم
اخرین لم یاتوک یحرفون الکلم من بعد مواضعہ

ترجمہ ۲۲ اے رسول نہ غمگین کریں
تجکو وہ لوگ کہ جلدی کرتے ہیں
کفر میں اُن لوگوں میں سے کہا
اُنہوں نے ایمان لائے ہم ساتھ
مونہوں اپنے کے نہ ایمان لائے
دل اُن کے ریہانتک یہہ آیت

دین اسلام کے طعن کو ایسی گنجائش ہو جائیگی کہ اُن تحریف کرنیوالون سے طعن اوٹھائے نہ اوٹھہ سکیگا۔

یہ مسئلہ کہ مجرد قرآن حجت نہین امام کا قول حجت ہی۔ جسطور پر کہ مصنف مخاطب کہتے ہین کہ شیعون نے ایجاد کر لیا ہی صحیح نہین بلکہ یہ مسئلہ دوسری نوع سے خود خدا اور اُسکے رسول ص نے بتایا ہی۔ اُسکے خلاف البتہ حضرت عمر اور اہلسنت سے نے یہ ایجاد کی ہی کہ صرف کتاب اللہ کافی ہی اور مجرد قرآن حجت ہی۔

خدا نے قرآنین ہدایت کے لیے جس چیز کو حجت قرار دیا ہی اُسکو "بلبینہ" فرمایا ہی اور پھر "بذیلہ" کو بتایا ہی کہ وہ "بینہ" کیا چیز ہی۔ آیت

"لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ رسول من اللہ یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ[1]"

ترجمہ "نہ تھے وہ لوگ کہ کافر ہو اہل کتاب سے اور مشرکین سے جدا ہونیوالے (کفر سے) یہانتک کہ آئے اُنکے پاس دلیل روشن پیغمبر خدا کا ہی کہ تلاوت کرتا ہی (پڑھتا ہی) وہ صحیفون پاکیزہ کو بیچ اُسکے نوشتہ راست ہین"

[1] سورہ بینہ پارہ ۳۰ رکوع ۱۳۔

اس آیت سے ظاہر ہی کہ مجرد قرآن حجت نہین ہی بلکہ رسول ؐ حجت ہی جبکہ وہ کتاب آسمانی پڑھے - اس آیت مین جو لفظ تلاوت آیا ہی جسکے معنی پڑھنے کے لکھے گئے ہین در حقیقت اس پڑھنے سے یہ مراد ہی کہ وہ رسول ؐ قرآن کو لوگو نپر ہدایت کے لیے پہونچاتا ہی اور اُس سے ہدایت کرتا ہی اور اُس قرآن کو بتاتا ہی صرف زبان سے لفظونکا ادا کرنا مقصود نہین ہی پس پیغمبر ؐ نے جسطور سے کہ قرآن کو بتایا ہو وہی ہدایت ہو سکتا ہی مجرد قرآن نہ کافی ہو سکتا ہی نہ حجت

مصنف مخاطب اپنی تفسیر اکسیر اعظم مین مشکوۃ سے ایک روایت کا جو ابو داؤد سے منقول ہی حاصل یہ لکھتے ہین کہ وہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ جیسا کہ قرآن مجکو ملا ہی ایسی ہی اُسکی مثل دو بھی وحی ملی ہی قریب ہی کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ پیٹ بھرے لوگ اپنی مسندونپر بیٹھے ہوے یون کہین گے کہ جو حلال حرام قرآن مین ہی اُسیکو مانو حالانکہ رسول ؐ نے جو حرام کیا ہی اُسکا حکم بھی ویسا ہی جیسا کہ اللہ نے حرام کیا ہی"

جس سے صاف ظاہر ہی کہ مجرد قرآن حجت نہین ہو سکتا بلکہ خدا کا رسول ؐ "بینہ" ہی جو کچھ وہ بیان کرے وہی قرآن ہی - وہ قرآن نہین ہی جسکو پیٹ بھرے لوگ حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دین

ہر کوئی یقین کرسکتا ہو کہ پیٹ بھرے لوگ وہی ہوسکتے ہین کہ جنہون نے خلافت کو کھالیا ہو اور جنہون نے خلافت کا دودہ پیا ہو اور جو معیار حق کہنے والونکی اور حق پر چلنے والونکی ہمنے ظاہر کی ہو اُسکی تائید اسی ارشاد رسول ؐ سے ہوتی ہو۔

اس سے انکار کرنا بہت دشوار ہو کہ پیغمبر ؐ نے جو علم قرآن علی مرتضیٰ کو دیا اور ہر آیت کی تفسیر جیسی اُنکو بتائی اور جسکو اُنہون نے اپنے ہاتہ سے لکھا اور جو اُنکے پاس موجود تہی جسکا وجود کتب معتمدہ اہلسنت سے ہم اکثر مقام پر دکہا آئے ہین ویسا علم قرآن پیغمبر ؐ نے کسیکو نہین دیا اور نہ ویسی کوئی تفسیر کسیکے پاس تہی۔

چنانچہ مصنف مخاطب بہی اپنی تفسیر اکسیر اعظم مین قبول کرتے ہین کہ "وہ علم علی مرتضیٰ کا سب سے اعلیٰ اور افضل تہا" (جلد اول صفحہ ۲۴)

وہی علم قرآن اور وہی تفسیر جو پیغمبر ؐ نے علی مرتضیٰ کو بتائی تہی اور علی مرتضیٰ کی لکہی ہوئی اُنکے پاس موجود تہی وہی علم اور تفسیر قرآن بذریعہ ارث کے تمام ائمہ اہلبیت کے پاس برابر چلا آیا ہو اور قرآن نے انکو خدا نے وارث کتاب اور سینہ مین علم کتاب کا رکہنے والے اور "والراسخون فی العلم" تاویل قرآن کے جاننے والے اور قرآن کے

استنباط کرنیوالے بتایا اور فرمایا ہی اور امت رسولؐ کو یہ حکم دیدیا ہی کہ
وہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور اولی الامر کی"
ایسے اولی الامر جنکی اطاعت مثل اطاعت رسولخدا کے فرض کی
گئی ہو سوا علی مرتضی اور دیگر ائمہ اہلبیت کے کوئی نہین ہو سکتا (دیکھو
رسالہ روشنی نمبر ۲۵ بحث مسئلہ امامت جلد دوم)
اس اعتبار سے شیعہ قول امام کو حجت قرار دیتے ہین جو مطابق
قرآن کے ہی اور جیسا کہ مصنف کہتے ہین کہ "شیعون نے یہ مسئلہ ایجاد
کرلیا ہی کہ قرآن حجت نہین امام کا قول حجت ہی" اُس شان سے انکا
کہنا صحیح نہین ہی۔
مصنف مخاطب اپنے قول کی سند کے لیے حاشیہ پر یہ ظاہر کرتے
ہین کہ "وہ اصول کافی کی کتاب الحجۃ مین سب سے پہلے یہی مضمون
بڑی تفصیل سے مذکور ہی"
اصول کافی کی کتاب الحجۃ مین سب سے پہلے وہ باب "الاضطرار
الی الحجۃ" ہی جسکے یہ معنی ہین کہ انسان کو چارہ نہین ہی کہ وہ حجت
کی اطاعت نہ کرے اور اُس باب مین کسی شیعہ عالم کا کوئی مضمون
مندرج نہین ہی بلکہ ائمہ اہلبیت سے چند روایات جنکا تعلق اُس
باب سے ہی منقول ہوئی ہین اور جنکا ترجمہ ہم لکھتے ہین تاکہ ظاہر ہوجائے

کہ مصنف مخاطب کا استدلال اُسپر کہان تک صحیح ہی۔

شرح مین یہ روایت ہی کہ ایک زندیق نے امام جعفر صادق ع سے پوچھا کہ تمنے کہانسے ثابت کیا کہ نبی اور رسول خدا کیطرف سے ہوتے ہین فرمایا کہ جب ہمکو ثابت ہو گیا یہ کہ واسطے ہمارے خالق ہی اور صانع ہی برتر ہمسے اور مخلوقات سے اور ہی وہ صانع حکیم بلند مرتبہ۔ نہین جائز ہو سکتا یہ کہ مشاہدہ کرے اُسکو خلق اُسکی اور نہین ہو سکتی ہین وہ اُسکو کہ مباشرت کرے وہ اُنسے اور مباشرت کرین وہ اُس سے اور حجت کرین وہ اُس سے اور حجت کرے وہ اُنسے ثابت ہوا یہ کہ واسطے اُسکے بیچ خلق اُسکی کے سفیر ہین کہ عبرت دلاتے ہین وہ اُس سے طرف خلق اُسکی کے اور بندون اُسکے کے اور راہ دکہاتے ہین وہ اُنکو اوپر مصالح اُنکے کے اور منافع اُنکے کے اور اُس چیز پر کہ جس سے بقا اُنکی ہی اور جس کے ترک سے فنا اُنکی ہی پس ثابت ہوے امر کرنیوالے اور نہی کرنیوالے حکیم علیم کیطرف سے بیچ خلق اُسکی کے اور عبرت دلانیوالے اُس خداے بزرگ اور غالب کی طرف سے اور وہ انبیا ہین اور برگزیدہ ہین خلق اُسکی سے حکما ہین ادب دینے والے ساتہ حکمت کے برانگیختہ ہین ساتہ اُس حکمت کے لوگونمین سے کوئی اُنکا شریک نہین ہی باوصف مشارکت اُنکی

خلقت اور ترکیب کے کسی چیز مین اُنکے احوال سے تائید کیے گئے ہین نزدیک حکیم علیم سے ساتھہ حکمت کے پھر ثابت ہوا یہ کہ ہر دہر اور زمانہ مین جو کچھہ لاے رسول اور انبیا دلیلون اور برہانونسے خالی نہ رہی زمین خدا کی کسی حجت سے کہ ہو اُسکے ساتھہ علم کہ دلالت کرے اوپر صدق مقال اُسکے کے اور جواز عدالت اُسکی کے الخ

یہ ارشاد امام علیہ السلام کا مطابق اس آیت کے ہے۔

آیت

؎ لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل[۱]"	ترجمہ ؎ تا کہ نہو واسطے آدمیون کے اوپر خدا کے حجت بعد پیغمبرون کے

جسکا یہ مقصود ہے کہ مخلوق خدا پر یہ حجت نہ لاے کہ بعد رسولون کے ہمپر کوئی حجت نہین تھی اسلیے ضرور ہے کہ بعد رسولون کے بھی حجت خدا مخلوق پر ہر زمانہ مین باقی اور قائم ہو اور بعد رسولون کے صرف یہی حجت ہو سکتی ہے کہ رسول ؐ نے جو کتاب اور اُس کتاب کا علم اور اُس علم کے جاننے والے چھوڑے۔ علم کتاب اور اُسکے جاننے والے وہی لوگ ہو سکتے ہین کہ جنکو نبی ؐ نے کامل علم دیا اور اُنسے جس کسی نے لیا اور وہ علم کتاب کے جاننے

[۱] پارہ ۶ سورۂ نسآء رکوع ۳

والے کہ جنکو پیغمبر صلعم نے کامل علم دیا سوا ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے کوئی
نہین ہو سکتا اور اُنسے جس کسی نے علم لیا وہ سوا فرقہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ
کے اور کوئی قرار نہین پا سکتا جبتک کہ دور امام دوازدہم کا قائم ہے۔
یہ روایت ہے کہ کہا راوی نے کہا امام جعفر صادق علیہ السلام سے
تحقیق اللہ بزرگ اور گرامی تر ہے اس سے کہ پہچنوایا جاے ساتہ خلق
اپنی کے بلکہ خلق پہچانے اللہ کو فرمایا سچ کہا تو نے (راوی کہتا ہے
کہ) کہا مین نے تحقیق کہ جس کسی نے پہچانا یہ کہ تحقیق اُسکے واسطے
پروردگار ہے پس تحقیق کہ سزاوار ہے یہ کہ پہچانے کہ واسطے اُس پروردگار
کے خوشنودی اور غضب ہے اور تحقیق نہین پہچانی جاتی خوشنودی
اُسکی اور غضب اُسکا مگر ساتہ وحی یا رسول کے پس جسکو وحی نہ آتی
ہو پس تحقیق سزاوار ہے اُسکو یہ کہ طلب کرے رسول صلعم کو پس جسوقت
کہ ملاقات کی اُنہونے پہچانا اُنہونے حجت کو اور تحقیق اُنکے لیے ہے
طاعت فرض کی گئی (راوی کہتا ہے کہ) کہا مین نے لوگوں سے آیا نہین
جانتے ہو تم یہ کہتے وہ حجت خدا کیطرفسے اوپر خلق اُسکی کے کہا
اُن لوگونے ہان کہا مین نے کہ پس جسوقت کہ گذر گئے رسول صلعم
کون ہوگا حجت اوپر خلق اُسکی کے پس کہا اُن لوگونے قرآن پس
نظر (فکر) کی مین نے قرآن مین پس میری خاطر مین گذرا کہ جھگڑا کرتے

ہین اُسی قرآنین مرجی اور قدری اور زندیق جو ایمان لایا ہوا نہین ہوتا ہی اُسکے ساتھہ یہانتک کہ غالب ہو جاتا ہی وہ لوگون پر ساتھہ اپنی جھگڑو کے پس پہچانا مین سنے تحقیق کہ قرآن نہین ہوتا ہی حجت مگر ساتھہ قائم رکھنے والے کے پس جو کچھہ کہ کہے جو کچھہ اُسمین ہی ہو حق (راوی کہتا ہی کہ) کہا مین سنے اُن لوگونسے کون ہی قائم رکھنے والا قرآن کا۔ کہا اُنہو نسنے ابن مسعود تحقیق کہ وہ جانتا تہا اور عمر جانتا تہا اور حذیفہ جانتا تہا کہا مین سنے کہ پورا اُسکو کہا اُنہو نسنے نہین پس نہ پایا مین سنے کسیکو کہ کہا جاے کہ وہ پورے قرآن کو پہچانتا تہا مگر علی علیہ السلام اور جب کچھہ ہوتا تہا درمیان قوم کے پس کہتا تہا[1] یہ کہ نہین جانتا ہون مین اور کہتا تہا یہ کہ نہین جانتا ہون مین اور کہتا تہا یہ کہ نہین جانتا ہون مین اور کہتا تہا یہ کہ جانتا ہون مین اور گواہی دیتا ہون مین یہ کہ علیؑ تہے تحقیق کہ قائم رکھنے والے قرآن کے اور تہی طاعت اُنکی فرض کی گئی اور تہے حجت اوپر لوگونکے بعد رسولؐ کے اور جو کچھہ کہ کہا اُنہون سنے کہ قرآنین ہی پس وہ حق ہی پس فرمایا (امامؑ سنے) کہ رحمت کرے تجھکو اللہ"

اس راوی کا کہ جو صحابی امام سے تہا نتیجہ حجت مطابق اس آیت

---

[1] یہ اشارہ ہی طرف اشخاص نہ جاننے والون اور جاننے والون قرآن کے۔

کے ہی۔ آیت

قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون انما يتذكر اولوا الالباب	ترجمہ کہہ تو اے پیغمبر کیا برابر ہین وہ لوگ کہ جانتے ہین اور وہ لوگ کہ نہین جانتے ہین سوا اسکے

نہین ہی کہ نصیحت پکڑتے ہین صاحبان عقل ''

پہر یہ روایت ہی کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مین ایک جماعت اُنکے اصحاب سے تہی جنکے نام مذکور ہوئے ہین اور ہشام بن الحکم بہی اُنمین تہے درحالیکہ وہ جوان تہے پس فرمایا امام علیہ السلام نے ای ہشام آیا نہین خبر دیگا تو مجکو کہ کیا کیا تونے عمرو بن عبید کے ساتہہ اور کیونکر پوچہا تولنے اُس سے کہا ہشام نے ای فرزند رسول صلعم تحقیق کہ جلیل تر جانتا ہون مین آپکو اور شرم کرتا ہونمین آپسے اور کارگر نہین ہوتی ہی میری زبان آپکے سامنے پس فرمایا جسوقت حکم کیا ہمنے تمکو کسی چیز کا پس کرو تم عرض کیا ہشام نے مجکو خبر پہونچی اُس چیز کی کہ جسمین عمرو بن عبید تہا (عمرو بن عبید کا مذہب معتزلہ تہا) اور اُسکے بیٹہنے کی مسجد بصرہ مین ہی پس دشوار ہوا وہ امر مجپر پس نکلا مین اوپر اُسکے اور داخل ہوا مین بصرہ مین دن جمعہ

لہ سورۂ زمر

کے اور آیا مین مسجد بصرہ مین پس ناگاہ مین پہونچا ایک حلقۂ بزرگ
مین کہ اُسمین عمرو بن عبید تہا کہ ایک شملۂ سیاہ پہنے ہوے اور
لنگ پشمی باندہے ہوے تہا اور ایک شملہ کو اداکیے ہوے تہا
اور لوگ پوچہتے تہے اُس سے پس راہ لے لی مین نے لوگون
سے اور اُنہون نے راہ مجکو دیدی پہر مین بیٹہہ گیا اخیر لوگو مین دوزانو
پہر کہا مین نے کہ اے عالم مین مرد مسافر ہون آپ اجازت دیجے
مین مجکو ایک مسئلہ مین اُسنے کہا ہان پہر پوچہا مین نے اُس سے
کہ تمہارے لیے آنکہہ ہی پس کہا اُسنے ای فرزند میرے یہ کیا چیز
ہی پوچہنے کی اور جس چیز کو دیکہتا ہی تو کیا سوال کرتا ہی تو اُس سے
پہر کہا مین نے کہ میرا مسئلہ ایسا ہی ہی پہر کہا ای فرزند میرے
پوچہہ تو اگرچہ ہو مسئلہ تیرا حماقت کا کہا مین نے جواب دو مجکو کہا
اُسنے پوچہہ کہا مین نے تمہارے لیے آنکہہ ہی کہا ہان کہا مین نے
پس کیا کرتے ہو تم اُس سے کہا دیکہتا ہون مین ساتہہ اُسکے رنگون
کو اور جسمون کو کہا مین نے کہ تمہارے لیے ناک ہی کہا ہان کہا
مین نے پس کیا کرتے ہو تم اُس سے کہا اُس نے سونگہتا ہون مین
اُس سے بو کہا مین نے تمہارے لیے مُنہ ہی کہا ہان کہا مین نے
پس کیا کرتے ہو تم اُس سے کہا کہ مزہ لیتا ہون مین ساتہہ اُسکے

کہا انکی چیزونکا کہا مین نے تمہارے لیئے کان ہی کہا ہان کہا مین سنے
کیا کرتے ہو تم اُن سے کہا کہ سنتا ہون مین ساتہہ اُسکے آواز کہا مین
نے تمہارے لیے دل ہی کہا ہان کہا مین سنے کیا کرتے ہو تم ساتہہ
اُسکے کہا تمیز کرتا ہون مین ساتہہ اُسکے جو کچہہ وارد ہوتا ہی اوپران جوارح
اور حواس کے کہا مین نے آیا نہین ہی بیچ ان جوارح کے بی نیازی
قلب سے کہا نہین کہا مین نے کیونکر ہو سکتا ہی وہ درحالیکہ
وہ صحیح و سالم ہین کہا ای فرزند میرے تحقیق کہ جوارح جسوقت
شک کرتے ہین کسی چیز مین سونگھنے مین یا دیکھنے مین یا چکھنے مین
یا سننے مین پس لوٹاتے ہین اُسکو طرف قلب کے پس حاصل
ہوجاتا ہی یقین اور شک باطل ہوجاتا ہی پہر کہا مین نے کہ سوا ے
اسکے نہین ہی کہ قائم کیا اللہ نے قلب کو واسطے شک جوارح
کے کہا ہان کہا مین نے ضرور ہی کہ دل چاہیے اور نہین تو یقین
جوارح کو نہو کہا ہان پس کہا مین نے اُن سے کہ ای ابومروان پس
اللہ تبارک اور تعالیٰ نے نہ چھوڑا جوارح تیرے کو یہانتک کہ گردانا
واسطے اُسکے امام کہ صحیح کرے واسطے اُسکے صحیح ہونیکو اور یقین
دلاے ساتہہ اُسکے جو کچہہ کہ شک رکہین اُسمین اور چھوڑ دے (خدا)
پوری خلق کو بیچ حیرت انکی کے اور شک اُنکے کے اور اختلاف انکی

کے نقائم کرے واسطے اُنکے امام کہ لوٹا دین طرف اُسکے شک اپنا اور
حیرت اپنی اور قائم کرے تیرے لیے پیشوا واسطے جوارح تیرے کہ لوٹائے
تو طرف اُسکے حیرت اپنی اور شک اپنا پس چپ ہو گیا وہ اور نہ کہا
اُسنے کچھہ پہر ملتفت ہوا وہ طرف میرے اور کہا مجھسے کہ تو ہشام بن
الحکم ہی پس کہا مین نے نہین (واضح ہو کہ ہشام بن الحکم نے جو
اسجگہ اپنے ہونیسے انکار کیا ہی اُسکی شان یہ نہین ہی کہ اُنہوننے جھوٹ
بولا بلکہ بات یہ ہی کہ ہشام بن الحکم اپنے اسی قسم کے اوصاف اور
علم دلائل حکمیہ مین مشہور تھے اُنکے اس موقع پر انکار کی شان یہ ہی
کہ جیسے کسی شخص مین کچھہ حقیقی اوصاف ہون اور کوئی اُسکے مُنہ پر
اُسکے اوصاف کا ذکر کرے تو وہ بوجہ انکسار نفس کے اُسکے قبول
کا اظہار نکریگا اور وصف ذمیمہ عُجب سے اپنے آپکو بچائیگا) پہر کہا
اُس (عمرو بن عبید ابو مروان) نے کہ تو اُسکے اہل جلسہ سے ہی
کہا مین نے کہ نہین کہا پہر کس جگہ سے ہی تو کہا مین نے اہل کوفہ
سے کہا پس تو وہی ہوگا پہر چپٹا لیا مجکو اور بٹھایا مجکو اپنی جگہ اور
اپنی جگسے ہٹ کر بیٹھا اور کسی سے کچھہ بات نہین کی جبتک کہ
مین اوٹھہ آیا کہا (راوی نے) پس ہنس پڑے امام جعفر صادق علیہ
السلام اور فرمایا ای ہشام کسنے سکھایا تجکو یہ کہا مین نے کچھہ لیا مین

نے اُسکو آپسے اور تالیف دیا مین نے اُسکو پس فرمایا یہ ہی قسم ہی خدا کی لکھا ہوا صحف ابراہیمؑ اور موسیٰؑ مین ہے"

امام علیہ السلام کے ارشاد مین اشارہ اس آیت پر ہی۔

آیت

"قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی بل تؤثرون الحیوٰۃ الدنیا والاٰخرۃ خیر و ابقی ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم و موسی"[۱]

ترجمہ "تحقیق کہ رستگاری پائی اُس شخص نے کہ پاکیزہ ہوا اور یاد کیا نام پروردگار اپنے کو اور نماز پڑہی بلکہ اختیار کرتے ہو تم زندگانی دنیا کو اور آخرت بہتر ہی اور باقی رہنے والی ہی تحقیق کہ یہ کتابون پہلیو نمین ہی صحف ابراہیم اور موسیٰ مین"

اس روایت مین ہشام بن الحکم کی جو ایک دلیل فلسفیانہ مذکور ہوئی ہی وہ ایسی مستحکم ہی کہ جسکو کسیطرح تزلزل نہین ہوسکتا۔ تمام حکماے اسلام اور غیر اسلام طبیعیات اور تمدن کے جاننے والے اس امر کے قائل ہوے ہین کہ جیسے ایک انسان کے جسم مین اعضا اور حواس جداگانہ ہین ویسے ہی کل انسان بنی نوع آدم

---

[۱] پارہ ۳۰ ۔ سورۂ اعلیٰ۔

ایک جسم ہی اور ہر فرد انسان اُسکا جوارح ہی کہ جو انسان کے تمدن اور ایک دوسرکو نفع پہونچانیکے لیے کہ جسپر مدار زندگانی انسان کا ہی ضروری ہی۔ چنانچہ شیخ سعدی بہی اُس مسئلہ کو قبول کرکے کہتے ہین۔ ع

بنی آدم اعضاے یکدیگراند۔

جب ہر فرد انسان مین صانع عالم نے ایک عضو (قلب) ایسا وضع کیا ہی کہ جسوقت جوارح کو کسی چیز کی حس ہوتی ہی اور دغدغہ پیدا ہوتا ہی تو وہی قلب تمیز کرکے اُس دغدغہ کو فرو کردیتا ہی اور مرتبہ یقین پر پہونچا دیتا ہی۔

ایسی حالت مین مجموع انسانون مین کہ جو جوارح سمجھے جاتے مین ضرور ہی کہ ایک شخص اُنمین سے مثل دل کے ہو کہ جب کسی فرد انسانکو اپنی حس کی ہوئی شئی مین شک ہو تو وہ اُس شک کو دور کرکے یقین دلاسے۔

جب مختلف طور پر چند انسان قرآن سے بذریعہ اپنی کسی حس کے کچہہ حاصل کرین اور اُسمین اختلاف اور شکوک واقع ہون تو ضرور ہی کہ رجوع طرف اُس شخص کی کیجائی کہ جو دل کا حکم رکہنے والا ہو کہ جو دغدغہ رفع کرکے یقین دلادیگا اور ضرور ہی کہ وہ امام ہوگا۔

یہ ہین وہ روایات کہ جنمین حجت خدا کا بیان ہوا ہی اور جن حجتون
کو کہ اصحاب حجت خدا نے بیان کیا ہی اور اُسکو حجت خدا نے قبول
کیا ہی اور جس سے ظاہر ہو جاتا ہی کہ قرآن کس نوع سے حجت ہی اور
قول امام کہ حجت خدا ہی کس نوع سے حجت ہی۔

مصنف مخاطب نے ان روایتون اور انکی حجتونکو بغیر نقل کرنے
کے کہ جسکو اہل تحقیق دیکھہ سکتے ہین اپنی طبیعت سے اپنی عادت
کے موافق ایک غلط استنباط کر کے شیعون کی نسبت الزام ایجاد
کرنے ایک مسئلہ کا ایسی شان سے ظاہر کیا ہی کہ جو خلاف حقیقت
ہی۔

اگر مصنف مخاطب ان روایات کو نقل کرتے اور سچائی سے
کچہہ اُسکی نسبت لکھتے تو ہمکو یقین ہی کہ وہ اس مسئلہ کی حقیقت ویسی
ہی قبول کرتے جیسی کہ ہمنے دکھائی ہی۔

اور ایسی حالت مین یہ کہنا مصنف مخاطب کا کہ شیعون
کے نزدیک قرآن حجت نہین بالکل غلط ہی البتہ شیعونکے نزدیک
امام کا قول حجت ہی جو کچہہ کہ وہ قرآن سے بتائے اور جو کچہہ کہ قرآن
سے بتایا وہ عین قرآن ہی اور امام جو کچہہ قرآن سے بتائے اُسکو
قبول نہ کرنا اور اپنی رائے سے دوسرے معنی بنانا قرآن مین تحریف

کرنا ہی اور ایسی تحریف کے قرآن میں ہونیسے یقینی اہلسنت کچھ ہرج نہیں سمجھتے ہیں اور افسوس ہی کہ وہ ایسی تحریف کی پروا نہیں کرتے ہیں۔

یہ بیان مصنف کا کہ "متقدمین شیعہ کا اس مسئلہ پر اجماع اور اتفاق تہا کہ قرآن میں تحریف ہوئی" بالکل غلط ہی مصنف مخاطب اپنے بیان کی تصدیق کے لیے نہ کوئی سند پیش کرتے ہین نہ کسی متقدم شیعہ کا نام لکھتے ہین اور کوئی روایت ائمہؑ کی اس مضمونکو ثابت نہین کرتی ہی بلکہ ائمہ نے آیات قرآنی کے جو معنی اور مراد بیان فرمائی ہی اُنکے وہ الفاظ تفسیری ہین۔

مصنف مخاطب نے جیسے متقدمین شیعہ کا تحریف قرآنی پر اجماع اور اتفاق غلط بیان کیا ہی ویسے ہی اُنکی طرف سے اُنکا قول بھی بنا بنا کر ظاہر کرتے ہین کہ "وہ متقدمین یہ کہتے تھے کہ جب ائمہ نے تحریف کی خبر دی اور بعض الفاظ بھی بتا دیے جو نکالڈالے گئے در یہ مضمون ائمہ سے باسانید صحیحہ بہت سے طرق سے ثابت ہوا تو تحریف قرآن کا انکار نہین ہوسکتا اسلیے کہ ائمہ کے اقوال پر یقین کرنا واجب ہی"

مصنف مخاطب کو لازم تہا کہ وہ قول متقدمین کو نقل کرتے

یا کسی کا نام ظاہر کرتے یا کسی کتاب کا حوالہ دیتے اُسوقت حقیقت بیان مصنف کی ظاہر ہو جاتی۔

ہمکو جہانتک معلوم ہی علماے شیعہ کا برابر یہی مقصود رہا ہی اور ایسا ہی اُنکے بیان کی مراد ہی کہ ائمہ نے جو کچھہ آیات قرآنی کی نسبت فرمایا ہی وہ تفسیر ہی اور اُسکے خلاف جس کسی نے جو کچھہ بیان کیا وہ تفسیر بالرای اور تحریف بالمعنی ہی۔

اور اسی اعتبار سے بیشک ائمہ کے اقوال پر یقین کرنا واجب ہی اُنھوننے جو کچھہ تفسیر فرمائی ہی وہ تفسیر بتائی ہوئی پیغمبر خدا صلعم کی اور لکھی ہوئی علی مرتضیٰ صلوات اللہ علیہ کے بموجب ہی اور علم ائمہ برابر ماخوذ اُسی علم سے چلا آیا ہی کہ جو علم پیغمبر نے علی مرتضیٰ کو تعلیم فرمایا تھا بیشک ائمہ کی مخالفت کسی حالت مین جائز نہین اور اُس سے مذہب اسلام کی اصلی حالت اور اُسکی حقیقت ظاہر ہوتی ہی۔ برخلاف اُسکے اہلسنت نے غیر اہلبیت رسول ص کے جو کچھہ قرار دیا ہی وہ قطعی غلط ہی اور اُسی سے مذہب اسلام پر اعتراض لازم آتے ہین کہ جو قابل شرم کے ہین۔

مصنف متقدمین شیعہ کا ذکر طبعزاد ظاہر کرکے یہ کہتے ہین کہ وہ متاخرین شیعہ مین ایک نیا فرقہ پیدا ہوا جسنے اہل سنت ...

مسئلہ سکھایا کہ قرآن مین تحریف نہین ہوئی اور پورا قرآن یہی ہی جو اب
موجود ہی شریف مرتضی اور ابن بابویہ صاحب رسالۂ اعتقادیہ اس
مسئلہ کے موجد ہین اور طبرسی صاحب تفسیر مجمع البیان نے بہی یہی
قول اختیار کیا ہی۔ اس فرقۂ جدید کو قرآن مین تحریف بتاتے ہوے
شرم آئی اسلیے اُنہون نے ائمہ ؑ کے اقوال کو علانیہ رد کردیا اور اپنے
متقدمین کو اس مسئلہ مین گمراہ بتایا؛

یہ بیان مصنف مخاطب کا بالکل خلاف حقیقت کے ہی۔
مذہب شیعۂ اثنا عشریہ مین کبھی کوئی نیا فرقہ پیدا نہین ہوا جیسا
کہ مصنف مخاطب ظاہر کرتے ہین بلکہ ہمیشہ یہ فرقہ اس بات کا قائل
چلا آتا ہی جو ہم متعدد جگہ دکہا آے ہین کہ اصل قرآن پیغمبر ؐ نے اپنے
عہد مین لکھوا دیا تھا اور وہی اصل قرآن ابتک متداول بین الناس
ہی۔

البتہ اپنے عہد مین معنی آیات قرآنی کو جو کچھ پیغمبر ؐ نے ظاہر فرمایا
ہی اور آیات قرآنی کی مراد سمجھائی ہی وہ ارشادات پیغمبر ؐ گو اصل اور
متن قرآن نہین تھے مگر مثل قرآن اور حکم قرآن مین تھے۔ اور ایسے
ارشادات پیغمبر ؐ کے کثرت سے اخبار خود اہلسنت کے یہان بہی
موجود ہین۔

چنانچہ اپنی تفسیر اکسیر اعظم جلد ثانی کے صفحہ ۸۸ پر جسکو تشریح سے ہم پہلے لکھہ آئے ہین مصنف مخاطب قبول کرتے ہین کہ بعض الفاظ جو بطور تفسیر کے رسول اللہ نے ارشاد فرمائے تھے اُنکو بھی صحابہ قرآن مین لکھہ لیتے تھے تفصیل اسکی اتقان مین مذکور ہے۔"

شیعہ اثنا عشریہ کو یقین ہے کہ پیغمبرؐ نے تمام آیات قرآنی کے معنی اور مراد علی مرتضیٰ کو بتا دی تھی اور علی مرتضیٰؑ نے اپنے ہاتھہ سے لکھہ لیا تھا اور وہی ائمہ اہلبیت کے پاس بحیثیت کتاب کے چلا آیا اور اُسیکی بموجب ائمہ اہلبیت ارشاد فرماتے رہے ہین۔

جو چیز کہ مثل قرآن کے اور حکم قرآن مین تھی اور تمام ارشادات پیغمبرؐ جنکا تعلق قرآن سے اور احکام سے تھا از روی وحی کے تھا اُس تفسیر پیغمبرؐ کے قرآن موجودہ مین شامل نہونیکو اگر تحریف کہا گیا ہے تو جس اعتبار سے کہ کہا گیا ہے اُس اعتبار سے وہ غلط نہین ہے لیکن کسی شیعہ نے اصل اور متن قرآن موجودہ کو کسیوقت یہ نہین کہا کہ باعتبار اپنے اصل اور متن کے اُسمین تحریف ہے۔

پیغمبرؐ سے لوگ دریافت کرتے تھے اور مراد آیات قرآن کو نہین سمجھتے تھے اُسکا ذکر خود قرآن مین موجود ہے کیا کچھہ شبہہ ہو سکتا ہے کہ قرآن مین بہت کچھہ بطور کلیہ کے بیان ہوا ہے اور جسکا اجمال تشریح

لہ دیکھو زین الفتۃ عاصمی و تفسیر در منثور سیوطی تحت تفسیر آیہ قل کفیٰ باللہ الخ و تاریخ الخلفاء سیوطی روایت ابن سیرین۔ تابعی۔

مطلب تہا۔ آیت

"ویستفتونک فی النساء ۚ قل اللہ یفتیکم فیھن وما یتلیٰ علیکم فی الکتاب"[۱]

ترجمہ "اور فتوی چاہتے ہین تجہسے بیچ عورتونکے (اس موقع پر یہ احتمال ہین کہ بیچ حق عورتونکے جو درمیان زن و شوہر کے ہوتا ہی یا میراث عورتونکے کہ اُنکی کوئی میراث اور وہ کسی سے میراث پاسکتی ہین یا بیچ نکاح اور مہر عورتون کے کہ کسکے ساتہہ نکاح جائز ہی اور تعداد مہر کیا ہونا چاہیے) کہ تو (اسے پیغمبر) خدا فتوی دیتا ہی تمکو بیچ اُن کے اور اُس چیز کے کہ پڑہی جاتی ہی اوپر تمہارے بیچ کتاب کے"

جس سے ظاہر ہی کہ باوصف اسکے کہ قرآن مین کچھہ نازل ہو۔ اُسمین بہی کسی فتوی کی دیے جانیکی ضرورت رہتی ہی۔

آیت

"یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ"[۲]

ترجمہ "فتوی چاہتے ہین تجہسے کہ تو خدا فتوی دیتا ہی تمکو بیچ کلالہ کے"

یہ آیت کلالہ کی تشریح میراث کے متعلق نازل ہوئی ہی باوصف

---

[۱] پارہ ۵۔ رکوع ۱۶۔ سورۂ نساء [۲] پارہ ۶۔ رکوع ۴۔ سورۂ نساء۔

اسکے کچھ پہلے آیت میراث ہر ایک کے لیے نازل ہو چکی تھی اور اس آیت مین بھی کلالہ کے معنی نہین بتائے گئے ہین اور بعد وفات پیغمبرؐ کے حضرت ابو بکرؓ نے ظاہر کیا ہی کہ وہ معنی کلالہ کے نہین جانتے تھے۔

لیکن افسوس ہی کہ وہ معنی کلالہ کے نہین جانتے تھے اور پیغمبرؐ سے اُنھوننے پوچھا بھی نہین۔

اور یہی حالت حضرت عمرؓ کی مسئلۂ ربا مین ہوئی کہ وہ ربا کے تعریف نہ پوچھنے پر افسوس کرتے رہے۔ حضرات شیخین کی لاعلمی کے بہت نظائر ہم دوسرے حصہ ضمیمۂ جلد اول مین دکھا آئے ہین۔

لیکن جس کسی نے پیغمبرؐ سے کچھ پوچھا ہو یا جو کوئی اُسکو جانتا ہو اور پیغمبرؐ کے ارشاد کے بموجب اُسکی تفسیر کرے وہ مثل قرآن اور حکم قرآن مین ہی۔

آیت

"فما لهؤلاء القوم لا یکادون یفقهون حدیثا" [۱]	ترجمہ "پس کیا ہی واسطے اس قوم کے نہین نزدیک ہین کہ سمجھین وہ بات کو"

آیت

"انظر کیف نصرف الایات"	ترجمہ "دیکھہ تو کہ کیونکر پھیرتے ہین

[۱] پارۂ ۵ – رکوع ۸ سورۂ نساء۔

لعلھم یفقھون[۵۱]" ہم آیات کو کاش وہ سمجھیں زیادہ صاف

اس تصریف کے نہ اُسوقت لوگ سمجھے نہ اب سمجھتے ہین اور غلط فہمی یا خودغرضی سے معنی آیات مین تصرف کرتے ہین ۔)

آیت

"قد فصلنا الآیات لقوم یفقھون[۵۲]"	ترجمہ "تحقیق کہ تفصیل کی ہمنے آیات کی واسطے اُس قوم کے کہ

سمجھتے ہین (افسوس ہی کہ نہ سمجھنے والونے کسیطرح نہ سمجھا)

آیت

"واذا ما انزلت سورۃ نظر بعضھم الی بعض ھل یرٰکم من احد ثم انصرفوا صرف اللہ قلوبھم بانھم قوم لا یفقھون[۵۳]"	ترجمہ "اور جسوقت کہ نازل کی جاتی ہی کوئی سورۃ دیکھتے ہین بعض اُنکے طرف بعض کے آیا دیکھتا ہی تمکو کوئی پہر پہر جاتے ہین وہ پہیرا ہی خدانے دل اُنکے کو

اسواسطے کہ تحقیق وہ قوم ایسی ہی کہ نہین سمجھتے ہین"

آیت

[۵۱] پارہ ۷ رکوع ۱۴ سورۂ انعام [۵۲] پارہ ۷ رکوع ۱۸ سورۂ انعام [۵۳] پارہ ۱۱ رکوع ۵ سورۂ توبہ

۲۲ بل کانوا لا یفقھون الا قلیلا۱؎ ترجمہ " بلکہ ہین وہ کہ نہین سمجھتے ہین وہ مگر تھوڑا "

ان آیات سے ظاہر ہی کہ پیغمبرؐ سے فتوی پوچھا جاتا تہا اور لوگ مقاصد آیات کو نہین سمجھتے تھے اسلیے ضرورت تھی کہ پیغمبر معنی اور مراد آیات کی بتائین اور سمجھائین اور اسیکا نام تفسیر ہی اور آیات مین جو لفظ " یفقھون " آیا ہی اُسکا مصدر فقہ ہی مسائل جو قرآن سے نکالے گئے ہین اور سمجھائے گئے ہین اُسکا نام اصطلاح مین علم فقہ رکہا گیا ہی جسکو قرآن سے پیغمبرؐ نے بتایا ہی اور علیؑ نے اُسکو پیغمبرؐ سے سیکہا تہا اور وہی علم دیگر ائمہ اہلبیت کے پاس چلا آیا اور علی مرتضی اور ائمہ اہلبیت نے اُسی علم سے ہر زمانہ مین برابر لوگونکو ہدایت کی اور تعلیم دی اور زمانہ ائمہ اہلبیت مین کتب مسائل اصحاب ائمہ وقتاً فوقتاً کم و زیادہ تصنیف اور تالیف کرتے رہے۔

ایسی حالت مین اصل اور متن قرآن کی تحریف کا کیونکر کوئی قائل ہوسکتا ہی البتہ جو تفسیر کہ پیغمبرؐ نے فرمائی تہی اور اُسیکے بموجب ائمہ اہلبیت نے تعلیم اور تلقین کی ہی اُسکو جو کوئی نہ مانے اور خلاف اُسکے اپنی رائے سے تفسیر کرے وہ قرآن کا تحریف کرنیوالا سمجھا جاسکتا

۱؎ پارہ ۲۶ - رکوع ۱۰ - سورہ فتح -

ہی اور ایسا گروہ غیر فرقہ شیعہ اثنا عشریہ قرار پاسکتا ہی نہ فرقہ شیعہ اثنا عشریہ
کیا کچہ شبہہ ہوسکتا ہی کہ جو قرآن مع تفسیر بتائی ہوئی اور سکہائی
ہوئی پیغمبرؐ کی باعتبار معنی اور مراد آیات کے ہو وہ قرآن کامل اور اکمل
نہین ہی کیا وہ ارشاد تفسیری پیغمبرؐ کا بموجب وحی کے نہین تہا اور
کیا وہ وحی وہی وحی نہین تہی جسکی نسبت تفسیر مصنف مخاطب
سے ابہی ہمنے ایک روایت نقل کی ہی کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہی کہ جیساکہ قرآن
مجکو ملا ہی ایسی ہی اُسکے مثل اور بہی وحی ملی ہی۔

اور کیا اسی اعتبار سے وہ قرآن جسکو علی مرتضیٰ نے جمع اور مرتب
کیا تہا اور اُس مصحف کے اخبار خود کتب معتمدہ اہلسنت مین مندرج
ہین اور جسکے نہ لیے جانے پر بعین علماے اہلسنت نے افسوس کیا ہی
کامل نہین تہا۔

وہی قرآن کامل دیگر ائمہ اہلبیت کے پاس رہا اور اُسی قرآن
اور علم پیغمبرؐ کے بموجب ائمہ اہلبیت علیہم السلام نے ہر قسم کی ہدایت
کی جسمین پند و موعظت وسیع درج تہی۔

آیت

ترجمہ ۲ نہین نہین تحقیق کہ وہ نصیحت ہین پس جو کوئی چاہے یاد کرے	۲ کلا انہا تذکرۃ فمن شاء ذکرہ فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطہرۃ

بایدی سفرۃ کرام بررۃ[۱] اسکو بیچ صحیفون بزرگ بلند مرتبہ پاکیزہ کے ہاتہہ مین سفیرون بزرگ اور نیک کے ہین۔

اس آیت مین خدا نے لفظ "سفرۃ" فرمایا ہی جو جمع سافر کی ہی یعنی روشن کنندہ اور نویسندہ کے اور سفیر بہی اسی لغت سے آیا ہی اور سفیر شخص درمیانی کو کہتے ہین اور اس مقام پر اُن لوگون سے مراد ہی کہ جو منجانب اسطرف مخلوق کے آے ہوے ہون اور کتاب خدا اُنکے ہاتہہ مین ہو اور اُسکے روشن کرنیوالے ہون لیکن خدا نے اس موقع پر لفظ "انبیا اور رسول" نہین بولا بلکہ لفظ "سفیر" بولا ہی جسمین انبیا اور اُن کے اوصیا شامل ہین اور اس سبب سے ائمہ اہلبیت جنکے ہاتہہ مین کتاب خدا تہی شامل معنی "سفرۃ" کے ہین۔

اُس قرآن تفسیری سے جو بموجب وحی کے تہی قرآن موجودہ مین جسکو کسی نے نہین لیا اور اُس تفسیر کو کم کردیا گیا اسی اعتبار سے نہین کہا جاسکتا ہی کہ قرآن مین تحریف کی گئی۔

کافی مین ایک کتاب صرف قرآن کے متعلق ہی جسمین ائمہ اہلبیت سے روایتین فضل قرآن کی مذکور ہوئی ہین ائمہ اہلبیت

---

[۱] سورۂ عبس پارہ ۳۰۔

نے ارشاد فرمایا ہی کہ "یاد کرو قرآن کو اور علم حاصل کرو قرآن کا کہ قیامت کو صف مسلین پر قرآن پیش آئیگا اور صف شہداء اور نبیین اور مرسلین پر گذر کر رب العزت تک منتہی ہوگا اور کہیگا کہ اے پروردگار میرے کچھہ لوگوننے مجکو مصون رکہا اور محافظت کی اور کچھہ مجہہ مین سے ضایع نہین کیا اور کچھہ لوگوننے ضایع کیا مجکو اور استخفاف میرے حق کا کیا اور جہوٹ باندہ لیا مجہپر حالانکہ مین حجت تیری تمام خلق پر تہا" (اس جگہ جو ذکر ضایع کرنے اور استخفاف حق کرنے اور جہوٹ باندہنے کا قرآن پر ہی اُس سے مراد قرآن کے بموجب عمل نہ کرنیسے اور اُسکے احکام کو نہ ماننے سے اور اُسکے مقصود کو تبدیل کرنے سے ہی)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے پیغمبر خدا کا یہ ارشاد نقل کیا ہی کہ "جسوقت لپٹ جاؤ تم فتنون مین کہ شب تاریک کے ٹکڑے ہونگے پس لازم کر لو اپنے اوپر قرآن کو کہ وہ شفاعت کنندہ ہی (مراد صحیح معنی مین قرآن پر عمل کرنے سے ہی) جسنے قرآن کو اپنے سامنے رکہا اُسکو طرف جنت کے لیجائیگا جس کسی نے اُسکو پیٹہہ کے پیچھے پہینک دیا اُسکو دوزخ کیطرف گہسیٹیگا وہ رہنمائی کرتا ہی راہ خیر پر اور اُسمین تفصیل ہی اور بیان ہی اور تحصیل ہی اور فصل ہی اور ہزل نہین ہی

اور اُسکے لیئے ظاہر ہی اور باطن ہی ظاہر اُسکا جدا کرنیوالا ہی اور خوش آئندہ ہی اور باطن اُسکا مشکل اور گہرا ہی نجوم قرآن مجید عجیب ہین اور غرائب اُسکے بے انتہا ہین وہ چراغ ہین ہدایت کے اور منارہ ہین حکمت کے اور دلیل ہین اوپر معرفت کے جب کسی نے پہچانا اُسکی صفت کو"

امام علیہ السلام یہہ بہی فرماتے ہین کہ "خدا نے اپنی کتاب جو تمپر نازل کی ہی وہ صادق اور احسان کنندہ ہی اور اُسمین بیان حال تمہارا اور تمسے گذشتہ اور آئندہ لوگونکا ہی اور خبر ہی آسمان اور زمین کی"

امام علیہ السلام نے نقل فرمایا ہی کہ علی مرتضیٰ نے وصیت کی اپنے اصحاب کو کہ "قرآن راہ دکہانیوالا ہی دنمین اور روشنی ہی شب تاریک مین جو کوئی کہ کوشش کرے اُسکی موافقت کی"

امام یہہ بہی نقل فرماتے ہین کہ پیغمبر نے فرمایا ہی "آدمیون سے اہل قرآن اعلیٰ درجہ مین ہین سوا نبیین اور مرسلین کے پس ضعیف کرو اہل قرآن کو اُنکے حق سے"

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ "حافظ قرآن کہ جو اُسکا عامل ہو وہ ساتہہ "السفرۃ الکرام البررۃ" کے ہی اور جو کوئی کہ پڑہے قرآن کو درحالیکہ وہ جوان اور مومن ہو قرآن اُسکے گوشت اور خون مین مخلوط ہو جائیگا اور جو کوئی کہ پڑہے قرآن کو

اور پہونچے مشقت شدت حفظ اسکی سے خدا دو اجر اسکو دیگا"

پیغمبر خدا صلعم سے نقلاً عامل قرآن کے فضائل بہی امام ؑ نے بیان فرمائے ہین۔

امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہین کہ "افضل ترین عمل قرآن کا کہولنا اور اُسکا ختم کرنا ہے"

امام موسی کاظم علیہ السلام کے ارشاد کا یہ مقصد ہے کہ "جو کوئی حصہ سواد قرآن سے نہ رکہتا ہو اُسکو آرزو درازی عمر کی غیر ضروری ہے"

امام جعفر صادق علیہ السلام سے متعدد حدیثین ہین جسمین قرآن کے سیکہنے اور یاد کرنیکی تاکید ہے ۔ اور جیسی کہ اُسکے سیکہنے اور یاد کرنیکی تاکید ہے ویسی ہی اُسپر عمل کی تاکید ہے۔

اور یہ بہی ارشاد فرمایا ہے کہ "جو کوئی ناموری کے لیے اور طلب دنیا کے لیے قرآن کو پڑہے اُسکے لیے اسمین کچہہ بہلائی نہین ہے"

یعقوب احمر کو بسبب ایک اندوہ کے اندیشہ فراموش ہو جانے قرآن کا ہوا تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ملازمت کر قرآن کی تا کہ بہول نہ جاے۔

اور ایک ارشاد امام علیہ السلام کا یہ مقصود ہے کہ "بہول جانے قرآن سے اعلی درجہ جنت مین نہ ملیگا"

امام علیہ السلام فرماتے ہین کہ وے مرد مسلمان کو چاہیے کہ نظر کرے قرآن مین اور پڑہے اُس سے ہر روز پچاس آیت"

پیغمبر خدا صلعم سے امام علیہ السلام نقل فرماتے ہین کہ وے روشن کرو تم اپنے گہر ونکو ساتہہ تلاوت قرآن کے اور نہ پکڑو تم انکو قبرین"

پیغمبر خدا اور امام جعفر صادق علیہ السلام اور علی مرتضی علیہ السلام سے بہت کچہہ فضائل اور حسنات قرات قرآن منقول ہوے ہین بلکہ سننے والے قرآن کو بہی حسنات کا وعدہ کیا گیا ہی

امام جعفر صادق علیہ السلام یہ بہی فرماتے ہین کہ وے مجکو مصحف کا گہر مین ہونا خوش آتا ہی کہ خدا شیاطین کو اُس سے دور کرتا ہی اور یہانتک ارشاد کیا ہی کہ قرآن کا پڑہنا تخفیف عذاب کرتا ہی والدین سے اگرچہ وہ کافر ہون"

اسحاق بن عمار نے امام علیہ السلام سے پوچہا کہ مین حفظ رکہتا ہون قرآن کو اور پر قوت دل کے پس پڑہو مین اُسکو اندر وے قوت دل کے بہتر ہی یا قرآن کو دیکہکر آپنے فرمایا کہ قرآن کو پڑہو نظر سے کہ نظر مصحف مین عبادت ہی"

پہر ائمہ اہلبیت علیہم السلام نے طریقہ قرات قرآن کا بہی

محمد بن عبد اللہ سے کہتے ہین کہ مین نے پوچہا امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ پڑہون مین قرآن کو ایک رات مین فرمایا کہ مجھکو خوش نہین آتا ہی کہ پڑہے تو اسکو ایک مہینے سے کم مین ۱۲

ابو بصیر کہتے ہین کہ مین نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچہا کہ پڑہون مین قرآن کو بیچ رمضان کے ایک رات مین فرمایا نہین کہا اسنے کہ دو رات تو مین فرمایا نہین کہا اسنے کہ پس تین رات تو مین فرمایا کہ وہ اور اشارہ کیا ساتھ ہاتھ اپنے کے پہر فرمایا تحقیق کہ واسطے رمضان کے حق ہی اور حرمت اسکی نہین مشابہ ہی ساتھ کسی کے مہینون سے اور تہے اصحاب پیغمبر صلعم پڑہتا تہا ہر ایک انمین سے قرآن مہینا بہر مین یا کم مین تحقیق کہ قرآن نہین پڑہا جاتا ہی شتابی سے لیکن سنجیدگی سے پس جسوقت کہ گذرے تو ساتھ ایسی آیت کے کہ جس مین ذکر جنت کا ہو پس ٹہر جا تو اور مانگ تو اللہ عز وجل سے جنت اور جسوقت کہ گذرے تو ایسی آیت پر کہ جسمین ذکر نار کا ہی پس ٹہر جا تو اور پناہ مانگ تو ساتھ اسکے دوزخ سے ۱۲

حسین بن خالد کہتے ہین کہ مین نے امام جعفر صادق سے پوچہا کہ کتنے دنون مین اس قرآن کو پڑہا کرون فرمایا پانچ روز مین

[illegible]

رہا دیکھنا چاہیے کہ وہ مصحف یہی مصحف تہا کہ جو بین الناس متداول ہے اور مصحف تفسیری علی مرتضیٰ کا لکہا ہوا علحدہ تہا کہ جسکا حجم رانشتی کے برابر تہا اور جسکا ذکر روایت زرارہ مین ہے اور جلد اول رسالہ روشنی مین جسپر بہ نمبر ۲ بحث کی گئی ہے۔

علی بن مغیرہ سے کہ جو پہلے زیدی تہا روایت ہے کہ اُسنے امام موسیٰ کاظم سے ذکر کیا کہ ماہ رمضان مین اُسکا باپ ہر رات ایک قرآن ختم کرتا تہا اور دس قرآن غیر رمضان مین۔ اور پہر اپنی یہ حالت بیان کی کہ ایک قرآن واسطے پیغمبر خدا صلعم کے اور ایک واسطے علی مرتضیٰ کے اور دیگر قرآن واسطے دیگر ائمہ علیہم السلام کے اور آپ (حضرت موسیٰ کاظم) تک ختم کرتا ہون پس اس عمل کے سبب سے میرے واسطے کیا چیز ہے امام نے فرمایا کہ قیامت کے دن تو اُنکے ساتہہ ہوگا اور جب اُسنے تعجب کیا تو امام نے تین مرتبہ فرمایا کہ ہان"

امام جعفر صادق علیہ السلام نے پیغمبر خدا کی یہ حدیث بہی بیان فرمائی ہے کہ "مرد عجمی میری امت کا ساتہہ عجمیت اپنی کے پڑہے تو ہو پر لیجائینگے اُسکو فرشتے ساتہہ عربیت کے"

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ ہم جسے آیات قرآن کی سنتے ہیں نہین ہمارے پاس جیسی کہ ہم سنتے ہین ہمکو ویسے لہجہ قرات ہمارا آپ کے لہجہ کے موافق اور الحان عرب کے موافق نہین ہی) اور اچھی طرح ہم نہین پڑہ سکتے ہین جیساکہ پہونچا ہم کو آپسے پس آیا ہم گنہگار ہوتے ہین ؟ پس فرمایا کہ نہین۔ پڑھو تم جیسا کہ سیکھا تم نے اور قریب ہی کہ آئے تمہارے پاس کوئی شخص کہ سکہائے تم کو۔

متعدد احادیث ائمہ ایسی بھی ہین کہ جنمین خاص سورتون اور اور خاص آیات قرآنی کے پڑھنے کی تاکید ہی اور بعض حالتون مین بعض بعض سورتون اور آیات کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہی۔

محمد بن الوراق کہتے ہین کہ مین نے پیش کی امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے کتاب قرآن جس مین کچہ لکہا ہوا سونے کا تہا فرمایا کہ نہین خوش آتا ہی مجھکو یہ کہ لکہا جائے قرآن مگر ساتہ سیاہی کے جیسے کہ لکہا گیا پہلی مرتبہ (عہد رسالتمآبؐ مین)۔

زرارہ سے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب لے تو مصحف کو بیچ تیسرے کے مہینہ رمضان سے اور کہول تو اسکو اور رکہ تو اسکو اپنے سامنے اور کہہ تو اے میرے خدا تحقیق کہ مین مانگتا ہون تجھسے بوسیلۂ کتاب

تیرہی کے کہ بھیجی ہی تو نے اور جو کچھہ اسمین ہی اور اسمین ہی اسم اعظم اور اکبر تیرا اور نشانہاے نیکو ترین تیرے اور وہ کچھہ کہ ڈرایا جاتا ہی اور امید رکھی جاتی ہی یہ کہ گردانے تو مجکو اپنے آزاد کیے ہو ون دوزخ سے

اسی ہدایت کے بموجب رمضان مین اسی قرآن موجودہ کے وسیلہ سے شیعہ وہ عمل کرتے چلے آتے ہین جو اس روایت مین مذکور ہوا ہی

امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک صحابی سنے پوچھا کہ قرآن اور فرقان آیا وہ دو چیزین ہین یا ایک چیز فرمایا کہ قرآن تمام کتاب ہی اور فرقان محکم ہی (یعنی آیات محکم) کہ واجب ہی عمل ساتھہ اُسکے "

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ قرآن واحد ہی اور واحد کے پاس سے نازل ہوا ہی اور لیکن اختلاف آتا ہی راویون کی طرف سے "

(یعنی اختلاف قراءت جیسا کہ ارشاد آئندہ امام سے ظاہر ہی)

فضیل بن یسار کہتے ہین کہ کہا مین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ لوگ کہتے ہین کہ قرآن نازل ہوا سات حرفون پر فرمایا کہ جھوٹے ہین وہ .... لیکن نازل ہوا ہی وہ اوپر حرف واحد کے نزدیک واحد سے " (کچھہ شبہہ نہین ہی کہ واحد سے امر واحد ہی صادر ہوتا ہی اور جیسا کہ خدائے واحد کی طرف سے نازل ہوا ویسے ہی ہر ولی واحد کی طرف سے قول واحد بقراءت واحد سنا گیا)

نزول قرآن کا قرارت سات حرفون مین اُسوقت تسلیم ہوسکتا ہی کہ جب یہ قبول کیا جاسکے کہ جبرئیل نے اُسکو سات مرتبہ بنوع مختلف پیغمبر پر پڑھا اور پیغمبر نے سبعہ احرف پر سنایا۔ ہان یہ ہوسکتا ہی کہ قرآن حرف واحد پر نازل ہوا اور طوائف عرب کو رخصت دی گئی کہ وہ اپنے اپنے لہجہ اور حرف مین پڑہین مگر ایسی رخصت کا ثبوت بہی اطمینان کے قابل ہونا چاہیے مگر اُسکے ساتہ یہ بہی ماننا پڑیگا کہ کل طوائف کا حرف واحد تہا یعنی اُنکی زبان عربی تہی۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہی کہ ہمارے اس جدید زمانہ سے اقبل جسکو مسلمانون نے مانا ہی تقسیم حصص روے زمین کی ہفت اقلیم پر تہی اور وہ ہفت اقلیم والے اپنے اپنے حرف اور لہجہ اور زبان مین اُسکو پڑہ سکتے ہین۔ لیکن اس حالت مین بہی نزول اُسکا حرف واحد عرب پر قرار پائیگا گو باعتبار ہفت اقلیم کے قرارت اُسکی سات حرفون پر روا سمجہی جاے (یعنی اُس سے پند اور احکام سیکہین)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ "میرے باپ سے سنا کہ نہ مارا کسی نے بعض قرآن کو ساتہ بعض کے (ای ایک آیت کا رد دوسری آیت سے نہ کیا اور بغیر سماعت راسخون فی العلم کے اپنی راے سے تفسیر کر دی) مگر کافر ہوا"

حضرت جابر کہتے ہین کہ "سنا مین نے امام محمد باقر علیہ السلام کو کہ

فرمانے تھے گر گیا مصحف دریا مین بس پایا اُسکو درحالیکہ تحقیق جاتا رہا جو کچھ اُسمین تھا مگر یہ آیت۔

"الا الی اللہ تصیر الامور"[1] ترجمہ "آگاہ ہو کہ طرف خدا کے پہرتے ہین کام"

اس ارشاد امام علیہ السلام کا مقصود ظاہر ہے کہ قرآن لوگون کے دلون سے محو ہو گیا کہ اُنہون نے خلاف قرآن عمل کیا مگر یہ امر باقی رہ گیا کہ تمام وہ عمل خدا کی طرف پہیرے جاتے ہین۔

اس ٹکڑے آیت سے ماقبل یہ آیت ہے۔ **آیت**

"وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نہدی بہ من نشاء من عبادنا وانک لتہدی الی صراط مستقیم صراط اللہ الذی لہ ما فی السموات و ما فی الارض"

ترجمہ "اور اسی طرح وحی کی ہم نے طرف تیرے روح کو حکم اپنے سے نہ تہا کہ جانے تو کیا ہے کتاب اور نہ ایمان لیکن کیا ہم نے اُس (یعنی اُس کتاب) کو روشنی کہ ہدایت کرتے ہین ہم ساتہہ اُسکے جسکو چاہتے ہین ہم بندون اپنے مین سے اور تحقیق کہ تو ہدایت کرتا ہے طرف راہ سیدہی کے راہ خدا

---

[1] پارہ ۲۵۔ سورۂ شوریٰ اخیر ۱۲۔

کی ایسا خدا کہ واسطے اوسکے ہی جو کچہ کہ بیچ آسمانون کے اور بیچ زمین کے ہی
اس آیت سے ظاہر ہی کہ صراط مستقیم کا پانا چاہیے اور بہ نمبر ۲۵
جلد ثانی بحث مسئلہ امامت مین ہم دکہا آئے ہین کہ صراط مستقیم علیؑ
مرتضی اور ائمہ اہلبیت علیہم السلام ہین یعنی اونکا طریقہ اور اونکی راہ
بتائی ہوئی اور اسی راہ کو جو لوگ گم کر دین اسی کی نسبت امامؑ کا ارشاد
ہی کہ قرآن دریا مین گر کر بہ گیا اور یہ باقی رہ گیا کہ کام خدا کی طرف
پہرتے ہین -

ابان بن میمون قداح کہتے ہین کہ وہ کہا مجہسے امام محمد باقر علیہ السلام
نے پڑہ تو کہا مین نے کس چیز سے پڑہون مین فرمایا سورہ نہم سے پس مینے
تو ڈہونڈہنا چاہا اوسکا فرمایا کہ پڑہ سورہ یونس سے (اس روایت سے
ظاہر ہوتا ہی کہ اسی قرآن موجودہ کا راوی حافظ تہا اسلیے کہ قرآن کے
اسوقت موجود ہونیکا اس روایت مین ذکر نہین ہی و رحصہ آئندہ کہ
روایت سے ظاہر ہوگا کہ راوی نے سورہ یونس کو پڑہنا شروع کر دیا
ہی اور مقصود امام علیہ السلام کا اسی قرآن موجودہ سے ظاہر ہونیکا تہا
کہ جو اس کو حفظ تہا پہلے فرمایا کہ پڑہ پہر اوسکے پوچہنے پر فرمایا کہ نوین سورہ
پڑہ جب وہ اول سے نوین کو تلاش کرنے لگا یعنی اپنے دل مین سوچنے لگا
تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ سورہ یونس سے پڑہ اگر سورہ حمد کہ فاتح کتاب

سمجھا جاتا ہی شمار نہ کیا جاے تو سورۂ بقر سے نوین سورۃ یونس ہی اور
اگر سورۂ حمد کو بھی شامل کیا جاے تو سورۂ انفال اور سورۂ توبہ کو ایک
شمار کیا گیا ہی اس حالت مین بھی سورۂ یونس نوین سورۃ ہوتی ہی
اور غالباً راوی کو بھی تردد تھا کہ کونسے سورہ کو سورۂ نہم قرار دے)
راوی کہتا ہی پس پڑھا مین نے (اس سورۂ یونس کے پڑھنے مین اس
آیت کو) آیت

للذین احسنوا الحسنیٰ و زیادۃ ولا یرھق وجوھھم قتر ولا ذلۃ	ترجمہ "البتہ واسطے اُن لوگون کے کہ نیکی کی ہی اُنہون نے نکوئی ہی اور

زیادتی ہی نہ ڈھانپین گے مُنہ اُنکے تیرگی اور خواری کو"
فرمایا (امام علیہ السلام نے) کافی ہی تجکو پہر کہا کہ فرمایا رسول صلعم نے
کہ مین ہر آئینہ تعجب کرتا ہون کیونکر نشاط مین نہ آجاؤن مین جسوقت
کہ پڑہون مین قرآن"

سالم بن سلمہ کہتے ہین کہ "پڑھا امام جعفر صادق علیہ السلام پر ایک
شخص نے درحالیکہ سنتا تھا مین چند حروف قرآن سے کہ نہین تھے
وہ ایسے کہ جسکو پڑہتے ہین لوگ پس فرمایا امام علیہ السلام نے کہ
باز رکھہ اپنے آپ کو اس قراءت سے اور پڑہ تو جیسا کہ پڑہتے ہین
اُسکو لوگ یہان تک کہ قائم ہو قائم پس جسوقت کہ قائم ہوگا قائم

پڑہیگا کتاب اللہ عزوجل کو اوپر حد اُسکی کے اور نکالیگا مصحف ایسا کہ لکھا اُسکو علی علیہ السلام نے (اس حصہٗ روایت مین جو ایسے حرفون کے پڑہنے کا قرآن سے ذکر ہی کہ جن کو دیگر لوگ نہین پڑہتے تہے اور جنکے پڑہنے کی امام علیہ السلام نے ممانعت فرمائی ہی جبتک کہ کوئی قائم ہونے والا قائم نہو (یعنی خلافت فی الارض اُسکے حق مین قائم نہو جائے کہ بغیر خلافت فی الارض کے قانون شریعت مستقل طور پر جاری نہین ہوسکتا تہا) کہ جو پڑہے قرآن کو اوپر حد اُسکی کے اور نکالے مصحف کو ایسا کہ لکھا اُسکو علی نے ۔

اس سے ظاہر ہی کہ علی مرتضیٰؑ نے جو قرآن بترتیب نزول مع تفسیر بتائی ہوئی پیغمبر کے لکھا تہا وہ شخص قرآن موجودہ کو اُسی نمط سے پڑہتا تہا کہ جو بظاہر خلاف الفاظ قرآن موجودہ کے مع تفسیر کے تہا مگر امام نے بنظر حالت زمانہ کے کہ خلافت مخالف اُس تفسیر کے تہی اُس لفظ سے قرآن کے پڑہنے کو منع فرمایا اور قرآن موجودہ کے پڑہنے کا حکم دیا ۔

یہ امر کہ قرآن جسکو قائم پڑہیگا وہ اوپر اپنی حد کے ہوگا اور نکالیگا ایسے مصحف کو کہ لکھا اُسکو علی نے " صاف اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ قرآن موجودہ صرف متن ہی اور وہ قرآن کہ جسکو قائم پڑہیگا

اور جسکو علی نے لکھا تہا وہ بترتیب نزول تہا مع تفسیر بتائی ہوئی پیغمبر کے
کہ وہ تفسیر بہی از روے وحی کے تہی اور جو اُسکے صحیح مقصود اور اصلی
منشاء کو شامل تہی اور اسی واسطے اُس قرآن کی نسبت امام علیہ السلام
نے فرمایا ہی کہ وہ قرآن اوپر اپنی حد کے ہوگا - چنانچہ یہ امر بقیہ حصہ روایت
سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہی -)

امام علیہ السلام نے فرمایا "باہر لائے اُس (مصحف) کو علی
علیہ السلام طرف لوگون کے جبکہ فارغ ہوے اُس سے اور اُس کے
لکہنے سے (یعنی اُسکی ترتیب اور اُسکی تحریر سے) پس فرمایا اُن لوگون
سے یہ کتاب اللہ عزوجل کی ہی جنسیا کہ نازل کیا اُسکو اللہ نے اوپر
محمد صلعم کے (یعنی جس ترتیب سے اور جس مراد و معنی سے) تحقیق
کہ جمع کیا اُسکو مین نے دو لوحون سے (یعنی ایک لوح سینہ پیغمبر اور ایک
لوح خود سینہ اُنکا کہ سینہ پیغمبر سے اُنہون نے اپنے سینہ مین لیا تہا
یا دو لوح سے یہ مراد ہی ایک لوح سینہ اُنکا کہ جس مین اُنہون نے
بموجب ارشاد و تعلیم پیغمبر کے اپنے سینہ مین حفظ رکہا تہا اور
ایک وہ لوح کہ جسپر وقت ارشاد و تعلیم پیغمبر کے لکھہ لیا تہا -)
پس کہا اُن لوگون نے وہ ایسا ہی ہمارے پاس مصحف جمع کیا ہی
اُسمین قرآن نہین حاجت ہی واسطے ہمارے بیچ اُسکے پس فرمایا آگاہ

ہو قسم خدا کی کہ نہ دیکھو گے تم اُسکو بعد اس دن اپنے کے کبھی سواے اسکے نہیں ہی کہ لازم تہا مجہپر یہ کہ خبردار کردون مین تمکو وقت جمع کرنے اسکے کے تا آنکہ پڑہو تم اُسکو"

(یہ حصہ روایت کا بالکل مطابق ہی اُس روایت کی جو کتب اہلسنت مین بہی منقول ہی اور جس کی وجہ سے بعض اکابر اہلسنت نے مصحف مرتبہ علی مرتضیٰ کے نہ لیے جانے پر افسوس سے کہا ہی کہ اگر وہ لے لیا جاتا تو نفع کثیر حاصل ہوتا۔ جس سے ظاہر ہی کہ یہ مصحف مرتبہ علی مرتضیٰ ترتیب نزول مع تفسیر بتائی ہوئی پیغمبر صلعم کے تہا کہ جو حکم مین قرآن کے اور مثل قرآن کے تہی اور کچہہ شبہہ نہیں ہی کہ اگر اُسی ترتیب اور تفسیر کے بموجب یہ اصل اور متن قرآن موجودہ پڑہا جاتا اور قبول کیا جاتا تو مذہب اسلام مین کوئی اختلاف اور باہم مسلمانون کے کسی قسم کی مخالفت نہ پیدا ہوتی)

سعید بن عبد اللہ اعرج کہتے ہین کہ میں نے پوچہا امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ ایک شخص پڑہتا ہی قرآن اور بہول جاتا ہی پہر پڑہتا ہی پہر بہول جاتا ہی اُسپر کچہہ حرج ہی فرمایا نہین"

حضرت سعید سے ایک روایت ہی کہ جس مین سورۃ الملک کے پڑہنے کے بہت فضائل بیان ہوے ہین اور امام علیہ السلام فرماتے

ہین اور تحقیق کہ مین ہر آئینہ رکوع کرتا ہون مین ساتھہ اُسکے ساتھہ عشاء
آخرہ کے درحالیکہ بیٹھا ہوا ہوتا ہون مین (مراد وتر نماز تہجد سے ہی) اور
باپ میرے علیہ السلام پڑہتے تہے اُس سورہ کو بیچ دن اپنے کے او
رات اپنی کے ؎

عبد اللہ بن فرقد اور معلی بن خنیس کہتے ہین کہ ہم تہے امام جعفر صادق
علیہ السلام کے پاس اور ہمارے ساتھہ ربیعۃ الرائے بہی تہا (فقہائے
اہلسنت اور قیاس سے) پس ذکر کیا ہم نے فضل قرآن کا پس فرمایا
امام نے اگر ہوتا ابن مسعود کہ نہ پڑہتا اوپر قرارت ہماری کے (اس
جگہ بظاہر قرارت سے مراد مع تفسیر فرمودہ پیغمبر کے ہی جیسا کہ بعض بعض
موقعو نپر ابن مسعود نے اپنے قرآن مین اُن الفاظ تفسیری کو لکھہ لیا تہا
اور مع الفاظ تفسیر کے پڑہتا تہا چنانچہ کتب اہلسنت مین بہی مذکور
ہی جسکا ذکر ہم پہلے لکھہ آئے ہین) پس وہ ہوتا گمراہ پس کہا ربیعہ نے
ازروے تعجب کے گمراہ فرمایا ہان گمراہ پہر فرمایا امام علیہ السلام نے
لیکن ہم پس پڑہتے ہین اوپر قرارت باپ اپنے کے (ای رسول اللہ
کے) ؎

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تحقیق کہ قرآن ایسا کہ لائے
اُسکو جبرئیل علیہ السلام طرف محمد صلعم کے سترہ ہزار آیت ہی (اس امر مین

اختلاف ہے کہ قرآن مین کسقدر آیتین ہین اور اُسکی نسبت ہم عنقریب

بحث کرین گے ۔)

کتاب احتجاج طبرسی[۵۷] مین منقول ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے

بعد کلام طویل کے طلحہ سے فرمایا پس خبر دو تم مجکو اُس چیز سے کہ لکھا عمرؓ

اور عثمانؓ نے قرآن کو پورا یا اُس مین وہ کچھہ بہی ہے کہ نہین ہے قرآن پس کہا

طلحہ نے بلکہ کل وہ قرآن ہے فرمایا اگر لو تم جو کچھہ اُسمین ہے نجات پاؤ تم

دوزخ سے اور داخل ہو تم جنت مین پس تحقیق کہ اُسمین حجت ہماری

ہے اور بیان حق ہمارے کا ہے اور فرض طاعت ہماری ہے "

اس ارشاد علی مرتضیٰ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ اور عثمانؓ کے

عہد مین جو قرآن لکھا گیا تہا وہ پورا تہا جسکو حضرت طلحہ نے بہی قبول کیا ہے

اور ہر کسی کو یہ امر بہی قبول ہے کہ پیغمبرؐ اپنے عہد مین قرآن کو لکھواتے جاتے

تہے اور جمع کراتے جاتے تہے اور کوئی انکار نہین کرسکتا کہ اُسی کے بموجب

حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے قرآن لکھوایا اور وہ قرآن بہی قرآن موجود

ہے جو متداول بین الناس ہے مگر اسی قرآن کے بموجب علی مرتضیٰ علیہ السلام

یہ استدلال فرماتے تہے کہ تحقیق بیچ اُسکے حجت ہماری ہے اور بیان حق

ہماریکا ہے اور فرض طاعت ہماری ہے "

---

[۵۷] صافی شرح اصول کافی آخر کتاب فضل القرآن صفحہ ۷۶ ۔

یہ استدلال اُن علیہ السلام کا اسی قرآن سے بوجب اُس تعلیم اور
تفسیر اور معنی اور منشا ر بتائے ہوئے پیغمبر خدا کے تہا اور جو از روی وحی کے
حکم قرآن مین اور مثل قرآن کے تہا اور جسکو اُن حضرت علیہ السلام نے
لکہہ لیا تہا۔

منجملہ ان احادیث اور روایات کے جن مین ائمہ اہلبیت علیہم السلام
نے جس قرآن کے فضائل بیان فرمائے ہین اور ارشاد کیا ہی کہ یاد کرو
قرآن کو اور علم حاصل کرو قرآن کا اور اُسکو اپنے اوپر لازم کرو اور اُسکو خدا
نے تمپر نازل کیا ہی اور جسکے حفظ اور عمل کی رغبت دلائی ہی اور اُسکے کہولنے
اور ختم کرنیکی تاکید کی ہی اور فرمایا ہی کہ کم سے کم ہر روز پچاس آیتین اُسکی
پڑہنی چاہیئین اور تلاوت قرآن سے گہرون کو روشن رکہنا ضروری
ہی اور سننے والے کو بہی حسنات کا وعدہ فرمایا ہی اور جس مصحف کا گہر
مین ہونا پسند کیا ہی اور جس قرآن کے حافظ کو حکم دیا ہی کہ قرآن کا دیکہکر
پڑہنا بہتر ہی اور جس قرآن کے ترتیل اور حزن اور لحن عرب سے پڑہنے
کا ارشاد کیا ہی اور شتابی سے پڑہنے کو منع فرمایا ہی اور جس قرآن کو کہ
امام زین العابدین علیہ السلام پڑہتے تہے اور جو قرآن کہ چودہ جزو کا
امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس تہا اور جس قرآن کو مردعجمی امت
رسول کو ساتہہ عجمیت اُسکی کے پڑہنے کی رخصت دی گئی ہی اور جس

قرآن کی سورتون اور خاص آیات پڑہنے کا حکم دیا گیا ہی اور جس قرآن مین
طلا سے کچھ زینت کی گئی تہی اور سامنے امام علیہ السلام کے پیش ہوا
تہا اور جس قرآن کی ماہ رمضان مین ایک عمل خاص کی ہدایت کی گئی
ہی اور جس کتاب خدا کا فرق بتایا گیا ہی کہ اُسکے کس حصہ سے مراد
قرآن ہی اور کس حصہ سے مراد فرقان ہی اور جس قرآن کو بتایا گیا ہی کہ
وہ واحد ہی اور واحد کی طرف سے نازل ہوا ہی اور جس قرآن کے
نسبت ارشاد کیا ہی کہ گر گیا وہ دریا مین اور جو کچھ اُسمین تہا مٹ گیا
مگر صرف مقصود ایک آیت کا اور جس قرآن کی کہ سورۃ یونس امامؑ
نے پڑہوائی ہی اور جس قرآن کی سورۃ الملک آخر نماز عشا مین خود ہنا
پڑہنا امامؑ نے ظاہر فرمایا ہی اور جس قرآن کے پورا ہونے اور زیادہ
ہونیکا جسکو حضرت عمر اور عثمان کا لکھوایا علی مرتضیٰ علیہ السلام نے
حضرت طلحہ سے اقبال کرالیا ہی اُن احادیث اور روایات سے ظاہر
ہی کہ وہ قرآن یہی قرآن موجودہ متداول بین الناس ہی اور ان احادیث
اور روایات سے کچھ شبہہ باقی نہین رہتا کہ جو کچھ وہ ارشادات ائمہ
اہلبیت علیہم السلام نے فرمائے ہین وہ اسی قرآن موجودہ متداول
بین الناس کی بابت ہین اور کسی جگہ اور کسی وقت اس قرآن موجودہ
متداول بین الناس کی نسبت یہ نہین فرمایا کہ اسمین کوئی تحریف

ہی بلکہ علی مرتضی علیہ السلام نے جسوقت حضرت طلحہ سے گفتگو کی ہی اسوقت
انھون نے قبول کرالیا ہی کہ اسمین کچہ زائد نہین جسکا نتیجہ یہ ہی کہ علی
مرتضی علیہ الصلوۃ والسلام جانتے تھے کہ اس قرآن مین کہ جواب تک
متداول بین الناس ہی کسی قسم کی تحریف نہین ہوئی ہی -

ایسی حالت مین قرآن موجودہ کی بابت نہ کوئی شیعہ تحریف کا
قائل ہوسکتا ہی نہ ائمۂ اہلبیتؑ کی احادیث کو رد کرسکتا ہی -

البتہ سوا اُن روایات اور احادیث کے کہ جنکا تعلق قرآن
موجودہ سے ہی دیگر روایات مین ایک ایسے قرآن کا بہی ذکر ہی کہ
جسکو علی مرتضی نے بترتیب نزول مع تفسیر فرمودۂ پیغمبر کے لکہا
اور مرتب کیا تہا اور خود انہین روایتون سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ قرآن
بترتیب نزول مع تفسیر فرمودہ پیغمبرؐ کے لکہا ہوا اور مرتب کیا ہوا
علی مرتضی کا اس قرآن موجودہ متداول بین الناس سے ائمہ علیہم
السلام کے پاس علیحدہ تہا جیساکہ ہر ایسی روایت اور حدیث
کے موقع پر ہم اشارہ کرآئے ہین -

وہ تفسیر فرمودۂ پیغمبر بہی ضرور بموجب وحی کے تہی جیساکہ
سوا قرآن کے دوسری وحی کی خبر پیغمبر خدا سے روایت اہلسنت
مین بہی ہی اور جسپر مصنف مخاطب نے اپنی تفسیر مین وثوق کیا ہی

اس اعتبار سے اُس تفسیر پیغمبری کو کہ جو بموجب وحی کے اور حکم قرآن مین اور مثل قرآن کے تہی - قرآن یا مصحف کہنا اور جسکو علی مرتضی نے لکھا اور مرتب کیا تہا اس اعتبار سے اُسکو مصحف یا کتاب علیؑ کہنا ناروا نہین ہی اور جسکا وجود اور سراغ کتب اہلسنت مین بہی موجود ہی جسکو ہم پہلے چند موقع پر دکہا آئے ہین :-

پس ان دونون قسم کی روایات کو خلط ملط کرنا یا اصل و متن قرآن کی نسبت اُنکو بلاتفرق متعلق کرنا اور اُس سے تحریف قرآن کا نتیجہ نکالنا سخت غلطی اور عمداً مذہب شیعہ کو بدنما کرکے دکہانا ہی کیونکہ اسکو کوئی قبول نہین کرسکتا کہ کسی تفسیر سے جو ساتھ القرآن اصلی ہو یا کسی شرح سے جو حامل المتن ہو وہ اصل قرآن اور متن جو تفسیر اور شرح سے مجرد ہو محرف سمجہا جاوے -

خود اہلسنت کی روایتون سے ظاہر ہی کہ قرآن مین الفاظ دیگر بہی تہے اور صحابہ اُنکو پڑہتے تہے کہ جو قرآن موجودہ مین نہین ہین اور جسکو ہم پہلے تفصیل سے دکہا آئے ہین اور جسکی نسبت مصنف مخاطب اپنی تفسیر اکسیر اعظم صفحہ ۸۸ - پر لکہتے ہین کہ "بعض روایات سے یہ بات ثابت ہی کہ بعض الفاظ جو بطور تفسیر کے رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمائے تہے اُنکو بہی صحابہ قرآن مین لکہہ لیتے تہے -

درحقیقت شیعہ عہد پیغمبرؐ سے اور بعد پیغمبرؐ کے بموجب تعلیم علی مرتضی اور دیگر ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے یہی سمجھتے چلے آتے ہین کہ اصل قرآن یہی ہی کہ جو اسوقت تک متداول بین الناس ہی جس مین کوئی لفظی تحریف نہین ہوئی لیکن تحریف معنوی ضرور ہوئی۔

ائمہ اہلبیت علیہم السلام نے جو کسی آیت کے معنی اور مراد بیان فرمائے ہین اور وہ بیان اُنکا بموجب تعلیم پیغمبرؐ کے تہا اُس بیان کو البتہ مثل قرآن اور حکم قرآن مین مانتے ہین اور کسی آیت قرآنی کے معنی اور مراد بیان کرنا ہی تفسیر ہی ۔ جیسا کہ ابو مسلم معتزلی کا مذہب خود مصنف مخاطب نے بہی یہی نقل کیا ہی کہ جو الفاظ اب منسوخ التلاوۃ سمجھے جاتے ہین یہ درحقیقت بطور تفسیر رسول اللہ صلعم نے بیان کیے تہے جسکو بعض صحابہ نے غلطی سے قرآن سمجھ لیا تہا ۔

اور خود مصنف مخاطب نے یہ امر قبول کیا ہی کہ بعض الفاظ جو بطور تفسیر کے رسول اللہ صلعم نے بیان فرمائے تہے اُنکو بہی صحابی قرآن مین لکھ لیتے تہے مگر مصنف مخاطب نے مذہب معتزلی سے اس امر مین اختلاف کیا ہی کہ اُن الفاظ تفسیری کو صحابہ نے غلطی سے قرآن سمجھ لیا تہا۔

مصنف مخاطب نے یہ پسند کیا ہی کہ صحابہ کی طرف غلط فہمی کی نسبت کرنے سے یہ خرابی پیدا ہوتی ہی کہ قرآن ہم تک اُنہین کے واسطہ سے پہونچا ہی اور اُنہین کے ثبوت کا مدار بالکل اُنہین پر ہی۔ لیکن جن صحابہ کا اس موقع پر ذکر ہی اُن صحابہ کو کوئی فرقہ مذہب اسلام کا معصوم نہین مانتا۔ ایسی حالت مین اگر ایک معتزلی نے جو غیر معصوم صحابہ کو نسبت غلط فہمی کی دی تو وہ نسبت اُسکی ہرگز ناپسندیدہ نہین ہوسکتی۔ البتہ مصنف مخاطب جو صحابۂ غیر معصوم کی حالت مثل معصوم کے قرار دینا چاہتے ہین یہ امر در اصل تعجب انگیز ہی۔ مگر اس قسم کی خرابیان اُس غلط اصول قرار دینے سے لازم آتی ہین کہ بعد رسول کے اُنکا جانشین ایسا نہ مانا جائے جو معصوم یا محفوظ عن الخطا ہو اور محض اُسی کے سخن کے پیروی اور اطاعت نہ کیجائے۔

جو بیان کہ پیغمبرؐ نے بطور تفسیر کے فرمایا تھا درحقیقت اُسکا امتیاز کرنا صحابہ غیر معصوم کو اصل قرآن سے نہایت دشوار تھا یہ معاملہ کیونکر نازک نہو کہ صحابہ غیر معصوم اصل قرآن اور اُسکی تفسیر ایک زبان پیغمبرؐ سے سنتے تھے وہ بغیر تعلیم خاص پیغمبرؐ کے کیونکر سمجھ سکتے تھے کہ بیان پیغمبرؐ مین کسقدر اصل قرآن ہی اور کسقدر

تفسیر اور یہی وجہ تہی کہ بعد ستمبر بیان پیغمبرؐ کی نسبت متردد رہے کہ وہ اصل قرآن ہی یا تفسیر۔

لیکن شیعہ امامیہ اثنا عشریہ بموجب تعلیم ائمہ اہلبیت کے کہ جو معصوم یا محفوظ عن الخطا تہے قدیم سے ہر زمانہ مین یہ سمجہتے چلے آتے ہین کہ اصل قرآن تو وہ تہا جو پیغمبرؐ نے ابتدائً لکہا دیا اور جب کسی آیت کی متعلق کسی صحابہ کے دریافت پر پیغمبرؐ نے الفاظ زائد ارشاد فرمائے یا ہر ایک آیت کی مراد اور منشا علی مرتضیٰ کو تعلیم کیا اور علی مرتضیٰ نے اُسکو لکہ لیا وہ تفسیر تہی اور وہی تفسیر دیگر ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے پاس برابر چلی آئی اور اُسی تعلیم اور تفسیر کے بموجب علی مرتضیٰ سے لیکر حضرت صاحب العصر تک جس آیت کے جو معنی اور مراد جس امام نے فرمائے وہ مثل قرآن اور حکم قرآن مین تہا۔

یہ اعتقاد شیعون کا ایسا ہی کہ جسپر نہ مثل مذہب معتزلی کے صحابہ کو نسبت غلط فہمی کی دی جانی ناپسندیدہ ہی۔ اور نہ مثل مذہب مصنف مخاطب کے کہ مذہب معتزلی سے جو بخوف الزام غلط فہمی عائد ہونیکے صحابہ پر اختلاف کیا جاتا ہی یہ اعتراض وارد ہوسکتا ہی کہ وہ مذہب خلاف واقع اور مخالف حقیقت ہی۔

درحقیقت یہی صحیح اعتقاد مذہب شیعہ کا شیعون کو قدیم سے برانگیختہ کرتا تہا کہ اُنہین الفاظ تفسیری پیغمبرؐ سے کہ جو روایات کتب اہلسنت اور اہل تشیع مین منقول ہوے ہین امامت علی مرتضیٰؑ اور ائمہ اہلبیت کی بمقابلہ اُن کے ہمعصر خلفاے مخالف کے ثابت اور قائم کرین چونکہ وہ الفاظ تفسیری پیغمبرؐ کے مثل قرآن اور حکم قرآن مین تہے۔ اور آیات قرآنی کے معنی ظاہر کرنیوالے تہے بعینہ اُسی شان سے کہ جیسے وہ الفاظ بغیر تفسیر جزو قرآن ہوتے اور جنکے نہ قبول کرنے سے معنی آیات قرآن مین تحریف لازم آتی ہی اسلیے عموماً وقت استدلال کے اُن الفاظ تفسیری کو قرآن بولا گیا۔

ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی نے وہ روایات جن مین معنی آیات قرآنی کے بطور تفسیر بیان ہوے تہے اپنی کتاب کافی مین جمع کین کہ جنسے بیشک تحریف بالمعنی قرآن کی ثابت ہوتی ہی اُنپر یہ کہا گیا کہ شیخ علیہ الرحمۃ معتقد تحریف اور نقصان قرآن کے ہین اور یہ بحث پیش کی گئی کہ وہ اُن روایات کی بابت معترض نہین ہوے ظاہر ہی کہ شیخ باعتبار الفاظ زائد تفسیری کے قائل تحریف بالمعنی قرآن کے تہے اور خود اُن روایات سے صریح ظاہر ہوتا تہا کہ اُن الفاظ زائد سے معنی اور منشاء آیت کا بیان کیا گیا ہی اسلیے اُن کو کسی نکتہ چینی

کی کسی روایت کی نسبت ضرورت نہین تہی اگر اُنکو یہ شبہہ ہوتا کہ اُن الفاظ زائد سے تحریف لفظی قرآن کا شبہہ پیدا ہوتا ہی تب اُنکو موقع کسی قدح کا ہوتا اور جبکہ اُنھون نے تمام وہ احادیث ائمہ جمع کی ہین جنسے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ قرآن موجودہ مین کوئی تحریف لفظی نہین ہی تو شیخ کی نسبت کسی طرح نہین کہا جا سکتا کہ وہ تحریف لفظی کے قائل تہے" اور جیسے کہ شیخ نے کتاب کافی مین اُن روایات کو جمع کیا ویسے ہی علی بن ابراہیم قمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر مین اُن روایات کو مملو کیا - اور شیخ احمد بن ابیطالب طبرسی رحمہ اللہ اپنی کتاب احتجاج مین اُسی منوال پر چلے -

مگر اہل خلاف نے بمقابلہ اثبات امامت علی مرتضیٰؑ اور دیگر ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے بجواب شیعون کے یہ کہنا شروع کیا کہ "وہ شیعہ تحریف لفظی قرآن کے قائل ہین"

لیکن درحقیقت مذہب علماے شیعہ کا ایسا نہین تہا کہ جیسا اُنکی نسبت گمان کیا گیا اور کہا گیا کہ وہ تحریف لفظی اور زیادتی اور نقصان قرآن کے قائل ہین حالانکہ اُنکا صحیح مذہب اسکے خلاف تہا اور وہ اصل قرآن مین لفظی تغیر یا نقصان کے قائل نہین تہے -

البتہ بلحاظ الفاظ تفسیری آیات کے جو کتب فریقین مین مندرج ہین اور باوصف اسکے جو لوگ کہ اُن معنی کو قبول نہین کرتے اُنکی نسبت تحریف بالمعنی قرآن کے قائل تھے۔

اسلیے سید شریف مرتضی علم الہدی نے پورے طور پر جواب مسائل طرابلستان کے اصلی مذہب شیعہ کا بتا دیا اور اُسی صحیح مذہب کو اُنکے جتا دیا۔ اور شیخ صدوق محمد بن علی بن بابویہ قمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے رسالہ اعتقادیہ مین ظاہر کردیا کہ اعتقاد ہمارا قرآن کی نسبت یہ ہے کہ جو کچھہ درمیان دو دفتیون کے لوگون کے ہاتھہ مین ہے اُس سے کچھہ زیادہ نہین ہے اور جو کوئی ہماری طرف یہ منسوب کرے کہ ہم اُسکے زیادہ ہونے کے قائل ہین پس وہ جھوٹا ہے۔ اور یہ اشارہ اُن کا اُن اہل خلاف کی طرف ہے کہ جو شیعون کی نسبت تہمت اعتقاد نقصان قرآن کی کرتے تھے۔

اور شیخ الطائفہ محمد بن حسن طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تبیان مین صاف لکھدیا کہ مذہب صحیح ہمارا یہی ہے کہ قرآن مین زیادتی اور نقصان نہین ہے۔

ان علما کے اس اعتقاد کے ظاہر کرنے سے کہ قرآن مین کچھہ کم و بیشی نہین ہے مراد اُنکی نہ قائل ہونے تحریف لفظی قرآن سے صاف

وصریح و واضح ہے۔

اور اگر خلاف حقیقت اور واقعہ کے بہی کسی عالم شیعہ کا بنظر تفہیم معنی احادیث کے یہ اجتہاد سمجھہ بہی لیا جائے کہ وہ قرآن مین لفظی تحریف کا قائل ہوا ہو اور کسی عالم شیعہ کی نسبت یہ قبول بہی کیا جائے کہ اُسنے خلاف اُسکے اجتہاد کیا تو اس سے کوئی اعتراض مذہب شیعہ پر وارد نہین ہوسکتا اسلیے کہ مذہب شیعہ مین یہ قاعدہ مقرر کیا گیا ہے کہ جب کوئی مفتی مرجائے تو اُسکا فتوی بہی مرجاتا ہے اور مجتہد حی کا قول ہمیشہ قابل پابندی کے ہے۔

مصنف مخاطب نے جیساکہ ایک غلط اعتراض خلاف حقیقت اور خلاف واقعہ تحریف قرآن کا مذہب شیعہ کی نسبت ظاہر کیا ہے ویسے ہی اُنہون نے سید شریف مرتضی علم الہدی اور شیخ صدوق ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ کو متاخرین شیعہ مین قرار دیا ہے اور جنکی نسبت کہا ہے کہ وہ موجد مسئلہ عدم تحریف قرآن کے ہین حالانکہ ۳۲۹ھ ہجری تک زمانہ موجودگی ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کا رہا کہ جس مین غیبت کبری امام دوازدہم علیہ السلام کی واقع ہوئی ہے۔ اور سید شریف مرتضی علم الہدی ۳۵۵ھ ہجری مین پیدا ہوے اور ۴۳۶ھ ہجری مین اُنہون نے وفات پائی اور وہ حضرت امام

موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہ جو ساتوین امام تھے چھٹی پشت مین تھے
اور شیخ صدوق رئیس المحدثین ابن بابویہ قمی سید شریف مرتضیٰ سے
بھی متقدم تھے وہ حضرت صاحب الامر کی دعا سے پیدا ہوئے تھے
اور سال ۳۵۵ھ مین جوان تھے جبکہ بغداد مین آئے تھے اور ۳۸۱ھ
مین اُنہون نے بلدۂ ری مین وفات پائی (فہرست طوسی) اور شیخ
مفید علیہ الرحمہ جو اوستاد سید شریف مرتضیٰ کے تھے وہ شاگرد ابن
بابویہ قمی کے تھے جس سے بخوبی اندازہ تقدم ابن بابویہ قمی کا ہو سکتا
ہے۔

ان دونون کی نسبت یہ کہنا مصنف مخاطب کا کہ "وہ فرقہ
جدیدہ متاخرین شعیہ مین سے تھے" ایک امر عجیب ہی بنظر اس حقیقت
اور واقعیت کے۔ مصنف مخاطب کو اس کہنے سے کہ "متقدمین
شعیہ کا تحریف قرآن پر اجماع تھا اور متاخرین شیعہ نے اہلسنت سے
یہ مسئلہ سیکھا کہ قرآن مین تحریف نہین ہوئی اور سید شریف مرتضیٰ
اور شیخ صدوق ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ متاخرین شیعہ مین سے تھے
اور فرقہ جدیدہ نے ائمہ کے اقوال کو رد کردیا اور اپنے متقدمین کو اس
مسئلہ مین گمراہ بتایا" شرم کرنی لازم تھی کیونکہ یہ تمام بیانات غلط
اور خلاف واقعہ ہین۔ نہ کبھی متقدمین شیعہ نے تحریف لفظی قرآن کی

اجماع اور اتفاق کیا اور نہ کبھی متاخرین شیعہ کا کوئی نیا فرقہ خلاف پیدا ہوا البتہ باعتبار الفاظ تفسیری کے اہل خلاف کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے چلے آتے ہین کہ وہ تحریف بالمعنی قرآن کو کرتے ہین کبھی اُنھون نے ائمہ کے اقوال کو ایسی حیثیت سے رد نہین کیا جیسا کہ مصنف نے ظاہر کیا ہے۔

بلکہ ایسی حیثیت سے قبول کیا ہے کہ وہ تفسیر اُن آیات کی ہے جن آیات کے جو معنی ائمہ نے فرمائے ہین۔ کبھی اپنے متقدمین کو اُنھون نے اس مسئلہ مین گمراہ نہین بتایا بلکہ اُن اہل خلاف کو جو شیعون پر تہمت تحریف قرآن کی رکھین (اُس موقع پر مراد تحریف لفظی قرآن سے ہے) البتہ جھوٹا بتا سکتے تھے۔

اس حقیقت کے ظاہر ہونے کے بعد مصنف مخاطب دیکھ لین کہ عالم شیعہ جنکو مصنف نے کاذب کہا ہے اُسمین کون داخل ہوتا ہے مصنف مخاطب یا شیعہ۔

شیعہ اس مسئلہ مین ہرگز مذبذب نہین ہین جیسا کہ مصنف مخاطب ظاہر کرتے ہین۔ مطاعن صحابہ کی بحث مین وہی ایک قول جو قدیم سے اختیار کیے ہوے ہین اور اختیار کرتے ہین کہ دربارۂ تحریف الفاظ تفسیری کو قرآن سے خارج کرنے کی وجہ سے تحریف بالمعنی ہوئی

اور حضرت عثمان پر اس نوع سے اعتراض نہین کرتے ہین کہ اُنہون نے مسئلہ امامت قرآن سے نکالڈالا بلکہ اُنکے اعتراض کی نوعیت یہ ہی کہ اُن الفاظ تفسیری پیغمبرؐ کو جنسے آیات قرآن کے معنی ایسے ظاہر ہوتے تہے کہ امامت علی مرتضی اور دیگر ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے حق مین منصوص ہی اور جسکا کچہہ حصہ اپنے اپنے قرآن مین بعض صحابہ غیر اہلبیت نے لکہہ لیا تہا اور جسکو وہ مثل قرآن اور حکم قرآن مین مانتے تہے اُسکو ترک کیا اور شامل قرآن نہ کیا یا جو قرآن بترتیب نزول مع کامل تفسیر بتائی ہوئی پیغمبرؐ کے عہد خلافت اول مین علی مرتضی نے پیش کیا تہا اور اُسکو نہ لیا خلافت اول مین اُسکے نہ لینے سے یا خلافت سوم مین دیگر صحابہ کے قرآن مین جو الفاظ تفسیری پیغمبرؐ کے تہے اُسکے ترک کرنے اور شامل نہ کرنے سے قطعی تحریف معنوی قرآن کی لازم آئی۔

ملا مجلسی علیہ الرحمہ نے حق الیقین مین مطاعن حضرت عثمان مین جو یہ لکہا ہی جسکو مصنف مخاطب سنداً نقل کرتے ہین "طعن ہفتم آنکہ جمع کرد مردم را بر قرارت زید بن ثابت و بس برائے آنکہ عثمانی بود دشمن امیر المومنین و چون خواست مناقب اہلبیت و مثالب اعدائے ایشانرا بینداز داو را برائے جمع قرآن اختیار کرد"

اس سے یہ ثابت نہین ہوتا ہی کہ مسئلہ امامت قرآن سے نکال
ڈالا گیا یا کوئی عالم شیعہ تحریف لفظی قرآن کا قائل ہی بلکہ اسی عبارت
سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت عثمان نے یہ چاہا کہ مناقب اہلبیت
اور مثالب انکے اعدا کے نکال ڈالے جائین ؟ -
مناقب اہلبیت اور مثالب انکے اعدا کے انہین الفاظ تفسیری
پیغمبر سے ظاہر ہوتے تہے کہ جنکو صحابہ نے قرآن مین لکھہ لیا تہا اور
جو مثل قرآن اور حکم قرآن مین تہے ؟ -
چنانچہ ملا مجلسی نے اپنے اسی قول مجمل کی کہ جو بطور ہیڈنگ کے
ہی تفصیل اسی فصل مین بخوبی کتب[1] اہلسنت سے دکہائی ہی کہ صحابہ
عہد پیغمبر مین کیونکر اور کسطرح سے اور ایک دوسرے سے مختلف الفاظ
زائد پڑہتے تہے اور جسکو پیغمبر فرماتے تہے کہ ایسی ہی ہی اور زیادہ
عظمت قرارت قرآن ابن مسعود کی ان صحابہ مین تہی اور اُس مین
بہت کچہہ مناقب اہلبیت اور مثالب انکے اعدا کے لکہے ہوے
تہے جسکا نشان اخبار و احادیث مذہب شیعہ مین بہی ہی اُسی کو
زید بن ثابت نے نکال ڈالا اور اُسی تفسیر پیغمبری کے نکل جانیکا
الزام بمنزلہ تحریف لفظی قرآن کے ہی کہ جن لفظون تفسیری پیغمبر کے

[1] صحیح بخاری و مسلم و مالک و ابو داؤد و نسائی و جامع الاصول ۱۲

ترک اور شامل نہ کرنے سے تحریف معنوی قرآن کی لازم آئی -

شیعہ ہمیشہ سے اسی امر کے قائل چلے آتے ہین کہ قرآن موجودہ مین تحریف لفظی نہین ہوئی البتہ از روے الفاظ تفسیری پیغمبرؐ کے اور اُنکے نہ شامل رہنے اور ترک کی وجہ سے تحریف معنوی کے قائل ہین - اور جسکا ہر ایک مسلمان کو قائل ہونا چاہیے جس جس آیت کی جو جو تفسیر پیغمبری ثابت ہو -

شیعو نپر جب تحریف لفظی قرآن کی تہمت کی گئی خواہ غلط فہمی سے خواہ عمداً تب اُنکی طرف سے کہا گیا کہ قرآن مین لفظی تحریف نہین ہوئی ہی - یہ امر نہین ہی جیسا کہ مصنف مخاطب کہتے ہین کہ "جب تحریف قرآن کے قول پر بے اعتباری قرآن کا اعتراض پیش ہوتا ہی تو کہتے ہین کہ ہرگز تحریف نہین ہوئی"

اُنکا برابر یہ اعتقاد رہا ہی کہ قرآن مین تحریف لفظی نہین ہوئی اور اُنہون نے اُسی وقت یہی جواب دیا ہی جب اُنپر تہمت تحریف قرآن کی کی گئی ہی - سید شریف مرتضی سے پہلے کہ وہ بھی متقدمین علماے شیعہ اور قریب نسل امام موسی کاظم علیہ السلام مین سے تہے کبھی کسی نے شیعو نپر ایسی تہمت نہین کی تہی اسلیے وہ اول جواب دینے والے اُس اتہام کے ہین -

اور اسی وجہ سے شیعہ اُنکے جواب کو اور اُنکے ما قبل اور ما بعد کے علما
کے عقائد اور اجتہادات تحریری کو اسوقت تک برابر دکہاتے چلے آتے
ہین کہ تحریف لفظی قرآن کا کوئی قائل نہین ہی سید شریف مرتضی سے
قبل یا بعد اگر کوئی عالم شیعہ تحریف لفظی قرآن کا قائل ہوا ہوتا تو ممکن
نہین تہا کہ مصنف مخاطب اُسکے نام کے ظاہر کرنے سے دریغ کرتے
تعجب ہی کہ مصنف نے کسی موقع پر یہ نہین دکہایا کہ کون شیعہ
عالم قائل لفظی تحریف قرآن کا تہا اُنکو اس امر سے شرم کرنا چاہیے
تہا کہ جو غلط تہمت تحریف قرآن کی خود اہل خلاف نے شیعون کی
نسبت کی ہی اُسکو یہ کہا جائے کہ شیعہ اُسکے قائل ہوے ہین۔
شیعون سے اس بات کے پوچہنے کی ضرورت نہین ہی کہ وہ
ابن بابویہ وغیرہ کو ائمہ کے قول کے رد کرنیکا کیا اختیار تہا" اس
لیے کہ کسی عالم شیعہ نے ائمہؑ کے قول کو اُس حیثیت سے کبہی رد
نہین کیا ہی جس حیثیت سے کہ مصنف مخاطب بیان کرتے ہین
بلکہ علماے شیعہ نے قول ائمہؑ کو تفسیر قرار دیا ہی۔
اور اگر کسی زمانہ کا کوئی عالم کسی روایت قول کسی امام علیہ السلام
کو اپنے اجتہاد مین ضعیف یا غیر صحیح قرار دیکر منظور نہ کرے تو کیا یہ امر
اس سے زیادہ عجیب تر ہوگا کہ علماے اہلسنت نے اپنے یہان کے

کتب کی لاکھون احادیث کو وضعی قرار دیدیا اور سیکڑون احادیث پیغمبر کو ابتداے خلافت مین جلادیا ۔ اور جن احادیث تفسیری پیغمبر کی صحت کو قبول کرتے ہین اُنپر نہ عمل کرتے ہین نہ اُنکے بموجب اعتقاد قائم کرتے ہین ۔

اگر کوئی شیعہ عالم کسی زمانہ مین کسی مصلحت اوکسی وجہ سے بنظر تنقید صحت روایات کے کسی روایت کو قطعی الصدور نہ قرار دے تو وہ فرقہ شیعہ سے خارج نہین ہوسکتا اور نہ شیعون کا یہ دعوے ٹوٹ سکتا ہی کہ انکا تمام مذہب ائمہ سے ماخوذ ہی ۔

ہم اقوال ائمہ سے ابھی ثابت کر آئے ہین کہ قرآن موجودہ مین کوئی کمی نہین ہوئی وہ سب اسی قدر ہی جو مسلمانون کے پاس ہی اور ائمہ کی کسی حدیث سے یہ ثابت نہین ہوتا ہی کہ تحریف لفظی موجودہ قرآن مین ہی اور نہ اہلسنت ایسا ثابت کرسکتے ہین ۔ ہان اقوال ائمہ ایسے بیشک موجود ہین ۔ اور جنکی تصدیق خود کتب اہلسنت سے ہوتی ہی کہ تحریف بالمعنی قرآن کی غیر شیعہ کرتے ہین ۔

درحقیقت حضرات اہلسنت سے یہ بات قابل استفسار کے ہی کہ جن الفاظ تفسیری پیغمبر کی صحت کے تم قائل ہو اُسکے بموجب عمل کیون نہین کرتے اور اُسکے بموجب بنا اعتقاد کیون نہین قرار دیتے

تاکہ جو اختلاف اعتقادی مسئلہ امامت اور خلافت مین درمیان شیعہ اور سنی کے ہی مع دیگر مسائل کے وہ رفع ہو جائے ۔ اور جو اعتقاد کہ شیعونکا ہی وہی اعتقاد اہلسنت کو قبول کرنا لازم آئے اگر نہین تفاسیر آیات کے بموجب جو تہوڑی سی ہم نے شروع بحث مین دکہائی ہین اور جو پیغمبرؐ سے کتب اہلسنت مین منقول ہین اور وہ تفاسیر قرآن مین لکہی ہوئی نہین ۔ اہلسنت اعتقاد اپنا قائم کرین ۔

مصنف مخاطب اب بیان سے یہ بہی ارادہ کرتے ہین کہ شیعون کے بیان کی روایات سے یہ ثابت کرین کہ قرآن موجودہ مین کمی ہو گئی ہی لیکن جن روایات کو مصنف مخاطب نے منتخب کیا ہی اُن روایات کو ہم بہی شمول اُن روایات کے دکہا آئے ہین کہ جو متعلق قرآن کے ہم نے اوپر نقل کی ہین اور جن سے یہ بتا دیا ہی کہ ائمہ علیہم السلام کے پاس ایک قرآن یہی موجودہ قرآن تہا کہ جو اب تک لوگون کے پاس ہی اور دوسرا وہ قرآن تفسیری تہا جس مین پیغمبرؐ کی بتائی ہوئی تفسیر علی مرتضیٰؑ نے اپنے ہاتہہ سے لکہہ لی تہی ۔

مصنف اول اصول کافی سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد پیش کرتے ہین کہ وہ جبرئیل نے جو قرآن نازل کیا تہا اسمین

سترہ ہزار آیتین تہین" اور اس سے ثابت کرنا چاہتے ہین کہ وہ بہت سا قرآن ساقط ہوگیا کہ قرآن موجودہ مین پوری سات ہزار آیتین بہی نہین"

مصنف نے ترجمہ ارشاد امام علیہ السلام کا غلط کیا ہی اصل ارشاد امام علیہ السلام کا یہ ہی ۔

"قال ان القرآن الذی جاء بہ جبرئیل علیہ السلام الی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سبعۃ عشر الف آیۃ"	ترجمہ صحیح وہ تحقیق کہ قرآن ایسا کہ لائے اُسکو جبرئیل طرف محمد صلعم کے سترہ ہزار آیت ہی"

اس ارشاد امام علیہ السلام سے یہ ثابت نہین ہوتا ہی کہ قرآن موجودہ متداول بین الناس مین کچہہ کمی ہی البتہ اس ارشاد امام سے قرآن موجودہ کی نسبت شمار آیات مین اختلاف پیدا ہوگا اُس تعداد سے جو کوئی کہ تعداد آیات کا شمار خلاف اُسکے بیان کریگا ۔ اگر امام علیہ السلام یہ فرماتے کہ جبرئیل نے جو قرآن نازل کیا تہا اُس مین سترہ ہزار آیتین تہین اور قرآن موجودہ بین الناس مین منجملہ اُن کے اس تعداد سے کم ہین تو البتہ یہ مانا جا سکتا تہا کہ قرآن موجودہ کم ہی قرآن منزلہ سے ۔ لیکن امام علیہ السلام نے جو شمار عدد آیات

قرآن کا فرمایا ہی اُسکے مقابل مین مصنف جو یہ کہتے ہین کہ "وہ قرآن موجودہ مین پوری سات ہزار بھی آیتین نہین" ہم اُنکو بیان کرنا چاہیے تہا کہ یہ تعداد شمار آیات کی کس کی مقرر کی ہوئی ہی؟ - اگر یہ تعداد آیات کسی امام اہلبیت کے قول مین ہوتی یا کسی عالم شیعہ کی اس روایت پر ایسی تحقیق ہوتی تو بھی کچھ مضائقہ نہ تہا کہ ایسا اعتراض کیا جاتا۔

مصنف مخاطب نے قرآن موجودہ مین تعداد آیتون کی یون ظاہر کی ہی کہ "وہ پوری سات ہزار بھی نہین ہین" جس سے ایک ٹھیک تعداد معلوم نہین ہوسکتی اور یہ معلوم نہین ہوتا کہ سات ہزار مین کس قدر کم ہین اور وجہ اُسکی یہ ہی کہ تعداد آیتون مین خود علماے اہلسنت کے باہم اختلاف[۱] ہی کوئی کسی قدر قبول کرتا ہی کوئی کسی قدر اور صرف تعداد آیات ہی مین اختلاف نہین ہی بلکہ مجرد تعداد آیات کے علم اور غیر علم مین بھی اختلاف ہی - ہذلی نے اپنی کتاب کامل مین کہا ہی "وہ تحقیق کہ قوم جاہل رہی عدد سے اور اُس مین کچھ فائدہ نہ تہا - یہان تک کہ زعفرانی نے کہا کہ عدد معلوم نہین ہی"

اور وجہ اختلاف تعداد آیات کی یہ ہی کہ تعداد آیات معین نہین ہوسکتی ہی جب تک کہ حد آیت کی معلوم نہو اور حد آیت کی مقرر

---

[۱] اتقان فی تفسیر القرآن للسیوطی ۱۲

کرنے مین اختلاف واقع ہوا ہی کسی نے یہ کہا ہی کہ قرآن جملون سے مرکب ہی اور جملہ آیت ہی۔ جملون مین مبتدا مقدر ہوسکتا ہی اور کوئی اُس موقع پر مبتدا مقدر مانے اور کوئی نہ مانے (اور جملہ کے اندر جملہ ہوتا ہی آیا جملہ مع اپنے جملون اندرونی کے ایک جملہ سمجھا جائیگا یا جملہ اندرونی علیحدہ ہ)

کسی نے یہ کہا ہی کہ وہ آیت اندک اندک ہی قرآن سے جدا کی گئی ہی اپنے ماقبل اور مابعد سے" (اس مین بھی اختلاف ہوسکتا ہی کہ ایک عبارت سے اُسکے ماقبل کو کوئی جدا مانے اور کوئی جدا نہ مانے)

بعض نے کہا ہی کہ وہ ایک ہی ہی معدودات سے سورتون مین نام رکھا گیا ساتھ اُسکے اسواسطے کہ علامت ہی اوپر صدق لانے والے کے اور اوپر عجز اُسکے کہ جس سے تحدی کی جائے (اس تعریف سے انسان کا کام نہین ہی کہ ابتدا اور انتہا کسی آیت کی مقرر کرسکے)

کسی نے یہ کہا ہی کہ مین سوا مدہامتان کے اور کسی کلمہ واحد کو آیت نہین جانتا" کسی نے غیر اُسکے کہا ہی کہ مثل والنجم و الضحی و العصر کے شمار آیت مین ہین — بعض نے کہا جہان شارع نے ٹھراؤ کیا ہو وہ آیت ہی ۔ (لیکن ثبوت توقف شارع کا کہ کہان کہان شارع

نے توقف کیا تھا امکان سے باہر ہی۔)

بعضون نے فقط یٰس اور حروف مقطعات کو آیت مانا ہی اور بعض نے کسی کسی کو نہین مانا۔

ابن عباس سے روایت ہی کہ "تمام آیتین قرآن کی چھ ہزار چھ سو سولہ ہین"

دانی نے کہا ہی کہ "اجماع کیا گیا اوپر اسکے کہ عدد آیات قرآن کا چھ ہزار آیت ہی پھر اختلاف کیا گیا۔ بعضون نے اُسپر کچھ زیادہ نہ کیا۔ بعض نے کہا کہ دو سو اور چار آیت زیادہ ہی۔ بعض نے کہا کہ چودہ۔ کسی نے کہا اونیس۔ کسی نے کہا پچیس۔ کسی نے کہا چھتیس۔ ابن عباس سے دوسری روایت ہی کہ "درجہ جنت کے بقدر آیات قرآن کے ہین پس وہ چھ ہزار دو سو سولہ آیت ہین" اور بی بی عائشہ فرماتی ہین کہ "شمار درجات جنت شمار آیات قرآن کا ہی جو کوئی داخل ہوا جنت مین اہل قرآن سے پس نہین ہی اوپر اُسکے درجہ" (اگر ہر مسلمان جو اہل قرآن سے ہی داخل جنت ہوگا تو آیات قرآن لاتعد مانی جائین گی اور مصنف مخاطب امام جعفر صادق علیہ السلام کے ارشاد سے جو نتیجہ کمی قرآن کا نکالتے ہین اُنکو ارشاد حضرت عائشہ کے بموجب یہ نتیجہ نکالنا پڑیگا کہ قرآن بمنزلہ قطرہ کے ہی

اور کمی بمنزلہ دریا کے)

شمار آیات مین اختلاف ایک ایسا بہاری اختلاف ہی کہ اہل مدینہ اور مکہ اور شام اور بصرہ اور کوفہ ایک دوسرے سے مختلف ہین ۔ اور اہل مدینہ مین بہی دو گنتیان ہین ۔ ایک ابو جعفر یزید بن قعقع کی اور دوسری اسمعیل انصاری کی ۔ پہر ہر سورۃ مین کتنی کتنی آیتین ہین اور اُسکی کم و بیشی کا بہی بیان ہوا ہی (دیکھو اتقان)

زمخشری نے تفصیل آیات قرآنی کی لکہی ہی کہ کس کس قدر آیات کس کس بارہ مین اور کس کس قسم کی ہین جس کی میزان چہہ ہزار چہہ سو چہیاسٹھہ ہوتی ہی[۹]

بنظران اختلافات کے کیا مصنف مخاطب یہ قبول کرسکتے ہین کہ بمقابلہ تعداد کمی اور بیشی آیات مقبولہ ایک دوسرے کے قرآن موجودہ کم ہی ۔

اصل امر یہ ہی کہ مصنف مخاطب نے جو تعداد آیات قرآنی کی کم سات ہزار سے بیان کی ہے باجو مختلف تعداد ین علمائے اہلسنت نے ظاہر کی ہین اُن مین سے کوئی تعداد نصی نہین ہی ۔ قرآن جب نازل ہوا تو عرب اُسکو اپنے لہجہ مین پڑہتے تہے کسی لفظ پر زور دیتے تہے اور کسی لفظ پر وقفہ کرتے تہے قرآن جب لکہا گیا تو اُسمین نہ

کوئی علامت آیت کی تہی نہ وقفہ کی حضرت عثمان کے بہت زمانہ کے بعد مسلمان عالمون نے پہلے پانچ نشانیان وقفہ کی جداگانہ مقصود سے قرار دین جنمین ایک نشان آیت کا ہی اور ویسے ہی نشان پر حرف "لا" بہی لکھا ہی جسکو یہ سمجہا ہی کہ یہان صورت توقف کی بمنزلہ آیت کے ہی لیکن آیت ختم نہین ہی جسکو آیت "لا" کہتے ہین —

پہر اُن کے بعد دوسرے متاخرین علما نے سات نشانیان وقفہ کی اور اختلاف وقفہ کی اور قرار دین۔ نسخہ جات قرآن جو اب لوگون کے ہاتہہ مین ہین اُن مین یہ تمام نشانیان موجود ہین —

نشان آیت کے سوا آیت "لا" اور دیگر نشانات وقفہ کے اعتبار سے اگر آیات قرآنی کی تعداد شمار کی جائے تو اُسپر کوئی اعتراض وارد نہین ہوسکے گا۔ اسلیے بعض علماے اہلسنت نے ہر محل توقیفی کو حد آیت سمجہا ہی —

کسی معترض کو جو ارشاد امام جعفر صادق علیہ السلام سے نتیجہ کمی قرآن کا نکالنے والا ہو پہلے وہ ہر مقام توقیفی کو آیت سمجہکر شمار آیات کا کرے اور دیکہے کہ تعداد آیات کس قدر ہوتی ہی اور تعداد آیات جو امام علیہ السلام نے فرمائی ہی اُس سے مقابلہ کرے اور پہر سوچے کہ کمی قرآن کا کچہہ استدلال ہوسکتا ہی یا نہین ؟ لیکن شیعہ ہر آیت

کی ابتدا اور انتہا اس قرآن موجودہ مین قرار نہین دے سکتے اس لیے
کہ ارشاد امام علیہ السلام مین کوئی ایسی تفصیل نہین ہی لیکن اعتقاد مجمل
یہ رکھہ سکتے ہین کہ قرآن موجودہ مین سترہ ہزار آیتین ہین۔
مگر شیعہ ایک اور ترکیب سے مصنف مخاطب کا اطمینان کر سکتے
ہین کہ جس سے سترہ ہزار آیات قرآن موجودہ کی قرار پا سکے۔
اتقان مین کلمات قرآن کی تعداد مختلف بیان ہوئی ہی مگر جو
اول تعداد بیان کی گئی ہی وہ ستہتر ہزار نو سو چونتیس کلمے ہین منجملہ
ان کلمون کے چار چار کلمون اور کسی جگہ پانچ کلمون سے ایسا کلام
بن سکتا ہی کہ جسکا مفہوم تمام ہو سکے اور اس حالت مین اُس عبارت
تامہ کو ایک آیت سمجہنا چاہیے کہ جس سے اسی قرآن موجودہ مین
سترہ ہزار آیتین پوری ہو جائین گی۔
بسبب اختلاف مفہوم کے تعداد آیات مین اختلاف چندان
قابل تعجب کے نہین تہا مگر تعداد کلمات مین اختلاف کا ہونا قابل
سخت تعجب کے ہی اگرچہ حد کلمہ کے مفہوم سے تعداد کلمہ مین بہی اختلاف
ہو سکتا ہی مگر قرآن کے متعلق اُسکا رفع کرنا دشوار نہتہا۔ جب تعداد
کلمات کا اختلاف قرآن کے متعلق ایک فرقہ مذہب اسلام مین موجود
ہو تو مذہب اسلام مین مختلف فرقون کا ہو جانا ایک ہی قرآن کی نسبت

کہہ جاے تعجب نہین ہی اور یہ امر اُس قول اور اعتقاد کی خرابی کو ظاہر کرتا ہی جس کی رو سے کہا گیا اور مانا جاتا ہی کہ ''حسبنا کتاب اللہ'' اگر بعد پیغمبر کے علی مرتضیٰ اعلم قرآن اور سنت رسول کو اور اُس اہلبیت کو جسکو قرآن کے ساتھ پیغمبر چھوڑ گئے تھے امام اور خلیفہ قبول کیا جاتا تو وہ خرابی جو اختلاف سے پیدا ہوئی ہرگز پیدا نہوتی کیونکہ پیغمبر کے متروکہ روحانی اور جسمانی مین باہم اختلاف نہین ہو سکتا تھا متروکہ روحانی کیا ہی قرآن - اور متروکہ جسمانی کیا ہی اُنکے اہلبیت -

لیکن ایک کے لینے اور ایک کے چھوڑنے سے قرآن کی جیساکہ آیات اور کلمات کی تعداد مین اہلسنت کے یہان اختلاف ہوا ہی ویسے ہی تعداد سورتون مین بہی اختلاف کیا گیا ہی جو سب سے زیادہ قابل تعجب کے ہی - اجماع معتد بہ ست یہ مانا گیا ہی کہ قرآن مین ایک سو چودہ سورتین ہین - لیکن بعض ایک سو تیرہ کے قائل ہوے ہین جنہون نے سورۂ انفال اور سورۂ برات کو ایک مانا ہی - مگر مصحف ابن مسعود مین سورۂ برارت کے لیے ''بسم اللہ'' تہی الا اُن کے مصحف مین ایک سو بارہ سورتین تہین اُنہون نے معوذتین کو قرآن مین نہین لکھا تہا - اور مصحف

اُبی مین ایک سو سولہ سورتین تھین اُنہون نے اپنے قرآن کے
آخر مین الحفد اور الخلع دو سورتین اور لکھی تھین۔
اور اُبی بن کعب نے اپنے مصحف مین فاتحۃ الکتاب و
معوذتین اور "اللھم انا نستعینک و اللھم ایاک نعبد" لکھا تھا اور
ابن مسعود نے اُسکو چھوڑ دیا تھا۔ اور عثمانؓ نے اُن مین سے
فاتحۃ الکتاب اور معوذتین کو لکھ لیا۔
عبد اللہ بن زریر غافقی کہتا ہے کہ "کہا مجھسے عبد الملک بن مروان
نے ہر آئینہ جانا تو نے کس چیز نے اوٹھایا تجھکو اوپر محبت ابو تراب
کے مگر یہ کہ تحقیق تو گنوار ہوگا ہے کہا مین نے قسم خدا کی ہر آئینہ جمع کیا
مین نے قرآن کو قبل اسکے کہ جمع کرین ماں باپ تیرے اور بیشک
سکھایا مجھکو اُس سے علی بن ابیطالب نے دو سورتین کہ سکھائی نہین
وہ دونون سورتین رسول صلعم نے نہین جانا اُن دونون کو تو نے
نہ تیرے باپ نے"
"اللھم انا نستعینک و نستغفرک و نثنی علیک و نخلع و نترک
من یفجرک۔ اللھم ایاک نعبد و لک نصلی و نسجد و الیک
نسعی و نحفد نرجو رحمتک و نخشی عذابک ان عذابک
بالکفار ملحق"

ترجمہ "ای خدا تحقیق ہم مدد مانگتے ہین تجھسے اور آمرزش مانگتے ہین تجھسے اور ثنا کرتے ہین ہم تیری اور جدا ہوتے ہین ہم اور چھوڑتے ہین ہم جو کوئی نافرمانی کرے تیری — ای خدا تجھی کو پوجتے ہین ہم اور تیرے لیے نماز پڑھتے ہین ہم اور سجدہ کرتے ہین ہم اور تیری طرف دوڑتے ہین ہم اور شتاب چلتے ہین ہم امید رکھتے ہین ہم تیری رحمت کی اور ڈرتے ہین ہم عذاب تیرے سے تحقیق کہ عذاب تیرا کافرون کے ساتھہ ملحق ہونیوالا ہی"

دوسری روایت مین ہی کہ تحقیق عمر بن خطاب قنوت کرتے تھے بعد رکوع کے اور کہتے تھے بسم اللہ کے ساتھہ (یہی) ابن جریج نے کہا ہی تحقیق کہ وہ دو سورتین ہین بیچ مصحف بعض صحابہ کے"

اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوۃ مین کہا ہی اُبی بن کعب سے کہ "وہ قنوت کرتے تھے ساتھہ ان دونون سورتون کے اور لکھتے تھے وہ ان دونون کو اپنے مصحف مین"

ایک روایت مین یہ ہی کہ "مصحف ابن عباس مین پڑھا تھا مع بسم اللہ کے (یہی)

ایک اور روایت مین یہ ہی کہ "خراسان مین پڑھین یہ دونون سورتین"

اور خالد بن ابو عمران سے ہے کہ "تحقیق نازل ہوے جبرئیلؑ ساتھ اُسکے اوپر نبی صلعم کے درحالیکہ وہ نماز مین تھے مع اس آیت کے "لیس لک من الامر شئی" (اتقان)

پھر صاحب اتقان لکھتے ہین کہ "اسی طرح نقل کیا گروہ نے مصحف ابی سے تحقیق کہ ایک سو سولہ سورتین ہین اور صواب یہ ہے تحقیق کہ ایک سو پندرہ سورتین ہین اسواسطے کہ سورۃ الفیل اور سورۂ لایلاف قریش ایک سورہ ہے"

اور کامل ہذلی مین یہ روایت ہے کہ "الضحی اور الم نشرح ایک سورہ ہے نقل کیا اُسکو امام رازی نے اپنی تفسیر مین"

(واضح ہو کہ بموجب احادیث ائمہ علیہم السلام کے مذہب شیعہ مین بھی یہ مانا گیا ہے کہ "سورۃ الفیل اور لایلاف قریش ایک سورہ ہے اور سورۂ والضحی اور الم نشرح ایک سورہ ہے-)

کیا یہ روایات کم و بیشی سورتون قرآن کے متعلق ظاہر نہین کرسکتین کہ قرآن موجودہ مین کمی سورتون کی ہے - ہان ہان - یہ روایات ثابت کرتی ہین کہ بعض سورتین ایسی کہ جو مصحف بعض صحابہ مین تھین قرآن موجودہ مین شامل نہین ہین اور بعض سورتین جو قرآن موجودہ مین شامل ہین وہ قرآن بعض صحابہ مین موجود نہین تھین

جس سے از دیاد اور نقصان قرآن موجودہ مین اچھی طرح سے قبول
کیا جاسکتا ہی اور ان روایات کتب اہلسنت سے تحریف قرآن
موجودہ مین لازم آتی ہی مگر افسوس ہی کہ مصنف مخاطب اس علانیہ
تحریف کے رفع کرنے کے لیے وہ پہلو تفسیر کا اختیار کرین جو روایات
کتب مذہب شیعہ مین علانیہ تفسیر آیات کا موجود ہی اور جو نسبت
روایات کتب اہلسنت کے صادق نہین آسکتا ہی اور احادیث
ائمہ اہلبیت علیہم السلام سے کہ جو علانیہ بیان مقصود آیات کی وجہ
سے مصداق تفسیر کی ہین اُن سے مصنف مخاطب پہلو تحریف
کا نکالین —

پہر مصنف مخاطب ذکر اُس روایت کا لکھتے ہین کہ "حضرت
امام رضا علیہ السلام نے ایک مصحف محمد بن ابی نصر کو دیا تہا اور
اُسنے اُسمین سورہ "لم یکن الذین کفروا" جو پڑہا تو اُس مین قریش
کے ستر آدمیون کے نام مع ولدیت کے موجود تہے اور مجہسے کہدیا
تہا کہ اُسکو دیکہنا مت پہر وہ قرآن منگا لیا"

اُسپر مصنف مخاطب یہ اعتراض کرتے ہین کہ "یہ شخص کیسا
نافرمان تہا کہ امام علیہ السلام نے اُس قرآن کے دیکہنے سے منع
کیا تہا اُسمین ایک سورہ پڑہ لی"

یہ روایت ہم اوپر ایک موقع پر لکھہ آئے ہین اور خود اُس روایت سے ظاہر ہی کہ وہ مصحف تفسیری تہا جس مین تحت اُس سورہ کے جسکا ذکر روایت مین ہی ستر مرد قریش کا نام لکھا ہوا تہا جس سے صاف ظاہر ہی کہ تفصیل نام قریش کی ازروے تفسیر کے تہی اور ایسی دو کتابون کا رب العالمین کی طرف سے کہ جن مین نام اہل جنت اور دوزخ کے مع اسمار آبار اُن کے لکے تہے پاس پیغمبرؐ کے موجود ہونا روایت ترمذی سے بمطابقت اس روایت مذہب شیعہ کے ہم دکہا آئے ہین اور وہ روایت ترمذی مصنف مخاطب نے اپنی تفسیر اکسیر اعظم مین بہی لی ہی —

اُسی موقع سے یہ بہی ظاہر ہوگا کہ مصنف نے جو یہ مطلب ارشاد امام کا لکھا ہی کہ "اُس قرآن کو دیکہنا ست" غلط ہی - اُس روایت مین لفظ "لاتنظر" ہی جسکے معنی نہ دیکہنے کے مصنف نے غلط لیے ہین بلکہ اُسکے معنی ازروے لغت کے یہ ہین کہ "تاخیر نہ کرنا" یا نظر اُسکے ای مثل اُسکے نہ کرلینا - اور عبارت آئندہ روایت کی کہ امام علیہ السلام نے اُس مصحف کو منگا بیجا اُسی معنی پر دلالت کرتی ہی - اور مصنف کو اس امر صریح پر خیال کرنا لازم تہا کہ جب ایک مصحف امام نے ایک شخص کو دیدیا تو عقل یہی چاہتی ہی کہ وہ اُس کو

دیکھنے کے لیے دیا گیا پہر یہ بات کیونکر سمجھہ مین آسکتی ہی کہ اُس سے کہا گیا کہ اسکو دیکھنا ست —

ان حقیقی امور سے نافرمانی کا اعتراض مصنف مخاطب کا غلط ہوجاتا ہی – بلکہ یہ ظاہر ہوتا ہی کہ مصنف مخاطب نے غلط اعتراض قائم کرنیکے لیے غلط معنی لیے ہین —

پہر مصنف وہ روایت نقل کرتے ہین جسکا ترجمہ یہ کیا ہی کہ "امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے ایک شخص نے الفاظ قرآن کے پڑہے وہ اُس قرآن کے مطابق نہ تہے جسکو لوگ پڑہتے ہین تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس قرارت سے باز رہ اُسی طرح پڑہ جیسے کہ اور لوگ پڑہتے ہین اُسوقت تک کہ قائم ظاہر ہو تو جب قائم ظاہر ہوگا تو اللہ عزوجل کی کتاب کو اُسکی حد کے مطابق پڑہے گا اور اُس قرآن کو نکالے گا جسکو علیؑ نے نکالا تہا اور فرمایا امام علیہ السلام نے کہ نکالا تہا اُس قرآن کو علیؑ علیہ السلام نے آدمیون کی طرف جبکہ اُس سے فارغ ہوے تہے اور لکہہ چکے تہے پہر علی نے اُنسے کہا کہ یہ اللہ عزوجل کی کتاب ہی جسطرح اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل کی تہی مین نے اُسکو دولوحون سے جمع کیا ہی (یعنی لوح مکتوب سے اور لوح دل سے)

تو اُنہون نے کہا کہ وہ ہمارے پاس مصحف ہی جمع ہی اُسمین قرآن ہم کو اسکی حاجت نہین تو علی نے فرمایا کہ واللہ اسدن کے بعد تم اُسکو کبھی نہ دیکھو گے بیشک مجہپر واجب تہا کہ مین تمکو آگاہ کردون جبکہ مین نے اُسکو جمع کرلیا تہا تا کہ تم اُسکو پڑہو"

اس روایت کو ہم اول ہی دکہا آئے ہین اور اُسی موقع پر بتادیا ہی کہ یہ مصحف وہی مصحف تہا جسکو علی مرتضیٰ نے بترتیب نزول مع تفسیر بتائی ہوئی پیغمبرؐ کے لکہا تہا اور جسکا وجود روایات کتب اہلسنت مین بہی موجود ہی مگر مصنف نے اس روایت مین ترجمہ صحیح نہین کیا کہ "وہ جسوقت قائم ظاہر ہو" بلکہ صحیح ترجمہ یہ ہی کہ جسوقت قائم ہو قائم ہونیوالا یعنی جسوقت کہ خلافت فی الارض کسی امام کے حق مین قائم ہوتا کہ بذریعہ سیاست مدن کے وہ قانون شریعت کو اور قرآن کو اُسکے اصلی معنی مین جو پیغمبرؐ نے بموجب وحی کے تفسیر فرمائی تہی جاری کرسکے۔

مصنف مخاطب جو امور کہ اس روایت سے پیدا کرتے ہین وہ بالکل بے اصل ہین اس روایت سے یہ ظاہر نہین ہوتا ہی کہ "وہ حضرت علیؑ کو اپنے حفظ پر اعتماد نہ تہا اور اس لیے مکتوب سے اُسکی مطابقت کرتے تہے"

اس روایت مین علی مرتضیٰ ؑ کے ارشاد مین صرف یہ لفظ ہین
کہ "مین نے اُسکو دو لوحون سے جمع کیا ہی" جسکے صریح معنی یہ ہین
کہ لوح دل پیغمبر ؐ سے اور لوح دل اپنے سے - اور بیشک یہ بہی ہوسکتا
ہی کہ "لوح مکتوب سے (یعنے جو کچہہ پیغمبر ؐ نے فرمایا تہا اور اُسوقت
علی مرتضیٰ نے اُسکو لکہہ لیا تہا اُس سے) اور اپنی لوح دل سے"
علی مرتضیٰ ؑ نے یہ کلمہ صرف اس توثیق کے لیے فرمایا تہا کہ لوگون
کو اُسکی صحت پر شبہہ نہو اور اسمین اشارہ تہا اُس ارشاد اور دعاے
پیغمبر ؐ کا کہ علی ؑ کسی چیز کو بہولیگا نہین جیساکہ ہم خود روایت کتب
اہلسنت سے پہلے ایک موقع پر لکہہ آئے ہین -
حضرت علی ؑ پر بیشک واجب تہا کہ اپنا جمع کیا ہوا قرآن لوگون
کو دین اسلیے نہین کہ لوگ زبان سے اُسکو پڑہا کرین بلکہ اسلیے کہ لوگ
اُسپر عمل کرین اور جو کچہہ اُسمین تفسیر پیغمبری از روے وحی کے تہی
اُسکو لوگ قبول کرین اور آیات قرآنی کو اُسی معنی مین مانین علم
اور صحیح عمل کی ہدایت کارِ امام ہی اور اگر سیاست مدن اُسکے ہاتہہ
مین ہو تو بالجبر لوگونسے اُسکی تعمیل کرا سکتا ہی -
قراءت کا لفظ جو اس روایت مین آیا ہی اُسکے یہی معنی ہین کہ
آل محمد ؐ سے قائم ہونیوالا خلافت فی الارض پر قرآن کو لوگونپر اُسی

معنی مین پڑہیگا جو اُسمین لکھے ہوے ہین اور اُسیکے بموجب وعظ او ر ہدایت
کریگا اور عمل کرائیگا لیکن اُس مصحف تفسیری کو باوصف اسکے کہ علی مرتضیٰ
نے عہد خلافت اول مین پیش کیا اور افسوس ہی کہ نہ لیا گیا جسکی نسبت
افسوس سے علماے اہلسنت نے رائے دی ہی کہ وہ اگر وہ قرآن لیا
جاتا تو اُس سے نفع کثیر حاصل ہوتا"
اور جیسے اُسکے نہ لیے جانیکا افسوس ہی ویسے ہی یہ افسوس ہی کہ آل
محمدؐ سے باوصف گذر جانے بارہ اماموں کے کسی کے ہاتہہ مین خلافت
فی الارض نہ آئی اگر زمانہ گذشتہ مین کسی امام اہلبیت کے ہاتہہ مین خلافت
فی الارض آجاتی تو معلوم ہو جاتا کہ وہ اُس مصحف تفسیری کو لوگون کے
وعظ اور ہدایت کے لیے کیونکر پڑہتا ہی اور کیونکر عمل کراتا ہی۔
یہ قرآن تفسیری اُسی قسم کا تہا مگر کامل جیسے کہ ابن مسعود اور اُبی
بن کعب کے قرآنون مین کم کم تفسیرین تہین جنکے وجود کو تمام علماے اہلسنت
نے قبول کیا ہی اور مصنف مخاطب نے بہی اپنی تفسیر مین الفاظ زائد کو
تفسیر قرار دیا ہی جسکو تفصیل سے ہم اوپر لکھہ آئے ہین۔
مگر افسوس ہی کہ خلافتون مخالف آل محمدؐ نے اُن صحابہ کے قرآنون
تفسیری کو بہی نابود کر دیا اور اُس مصحف تفسیری علی مرتضیٰؑ کی بہی ایسی
حالت کر دی کہ جسکا درجہ نابود ہونے سے کم نہین رہا۔ اگر مصحف

ابن مسعود اور اُبی بن کعب کی وجہ سے قرآن موجودہ محرف سمجھا جا سکتا ہی تو مصحف علیؑ سے بہی۔ اور جب یہ قبول کیا گیا ہی کہ اُن صحابہ کے مصحف قرآن تہے تو ضرور ہی کہ پڑہنا اُنکا بہی واجب تہا اور اس اعتبار سے یہ لازم آئیگا کہ اہلسنت کے نزدیک قرآن موجودہ محرف ہی اور اُسکا پڑہنا بہی واجب نہین ہی۔

ہم پہلے چند مرتبہ کہہ آئے ہین کہ تمام ائمہ اہلبیت علیہم السلام نے وہ قرآن تفسیری شیعونکو دیا اس اعتبار سے کہ اُسی قرآن تفسیری کے بموجب ائمہؑ نے معنی اور مقاصد آیات قرآنی کے بیان کیے اور شیعون نے اُسکو لیکر اپنی کتابون مین لکہہ لیا۔ لیکن عام طور پر اُسکے پڑہنے کو جو منع فرماتے تہے اُسکی وجہ یہ تہی کہ خلافت فی الارض مخالف اُسکے مقاصد اور مراد کے قائم ہو گئی تہی اگر اُسی معنی مین وہ قرآن عام طور پر پڑہا جاتا تو پڑہنے والا دشمن خلافت قرار پا کر قتل ہو جاتا۔ اور ائمہ کو اپنے دوستون اور سچے دین اسلام کے معتقدون کی حفاظت ضروری تہی یہ ایک اصولی مسئلہ ہی کہ غلبہ مخالف کے وقت اُسکے مقابل کو لازم ہی کہ اپنے ہمراہیونکو محفوظ رکہے۔

ائمہ اہلبیت تارک واجب نہین ہوے جیسا کہ مصنف مخاطب کہتے ہین بلکہ اُس قرآن کے نہ لینے والونے کہ جو مخالف اُسکے تہے

ترک وجوب اور ارشاد رسول صلعم انی تارک فیکم الثقلین "سے عدول کیا۔ ائمہ اہلبیت نے وہ راہ مستقیم اختیار کی کہ جن لوگون نے اُن سے اصلی معنی مین قرآن لیا اُنکو اُس معنی مین وہ قرآن دیا ہی اور اُن لینے والونکو اُس قرآن کے نہ لینے والون مخالفون سے بچایا ہی۔

یہ امر ایک ایسا دشوار زمانہ ائمہ اہلبیت مین تہا کہ جس سے زیادہ کوئی امر مشکل نہین ہو سکتا اور اِس امر کے تمام ہو جانیکی حیرت یقین دلاتی ہی کہ اس امر کا اتمام حقیقی معجزہ تہا۔

علی مرتضیٰ ع کے پاس بیشک پہلے سے موافق ترتیب نزول کے آیات قرآنی کی یادداشت اور تفسیر بتائی ہوئی پیغمبر کی مکتوب (فی القرطاس) اور محفوظ (فی القلب) تہی لیکن اس روایت سے یہ نہین ثابت ہوتا ہی کہ وہ مجموع بصورت کتاب تہا بلکہ اس روایت مین جو ذکر ہی کہ وہ جب وہ اُسکی کتابت اور جمع سے فارغ ہوے اور لکہ چکے تو لوگونسے کہا کہ یہ اللہ کی کتاب ہی جسطرح اللہ نے محمد صلعم پر نازل کی تہی مین نے اُسکو دلوحون سے جمع کیا ہی" اس سے صاف ظاہر ہی کہ پہلے جو کچھ اُنکے پاس مکتوب و محفوظ تہا وہ بشکل کتاب جمع تہا لیکن اُسی مکتوب و محفوظ کو بصورت کتاب لکہا اور جمع کیا۔

ایسی حالت مین نہ یہ اعتراض ہو سکتا ہی کہ اگر قرآن پہلے سے

مکتوب یا محفوظ تھا تو حضرت علی نے پھر کیا جمع کیا۔ اور اگر موافق ترتیب نزول کے مکتوب اور محفوظ نہیں تھا تو پھر ترتیب نزول کیونکر معلوم ہوئی جو قرآن کہ عہد پیغمبرؐ مین نازل ہوتا تھا اُسکو صحابہ لکھہ لیتے تھے اور حفظ کر لیتے تھے جیسا کہ محقق علماے اہلسنت قائل ہوے ہین۔

بس مین پوچھتا ہون کہ اگر پہلے سے موافق ترتیب نزول کے قرآن مکتوب یا محفوظ تھا تو ضرور ہی کہ وہ پہلے سے مرتب تھا تو پھر بعد وفات پیغمبر عہد حضرت ابوبکر مین اور عہد خلافت سوم مین کیا جمع کیا گیا اور چند آیات کی نسبت جو یہ بیان ہوا ہی کہ اُسکے بعد وہ آیت نازل ہوئی وقت جمع کرنیکے وہ اُسقدر ترتیب نزول کیونکر معلوم ہوئی اور کسطرح یہ معلوم ہوا ہی کہ اکثر قرآن موجودہ خلاف ترتیب نزول کے ہی۔

شیعہ اور سنی مین اس قسم کے مباحثہ جسمین بحث تحریف اور ترتیب اور اجتماع قرآن کی ہو محض لغو اور غیر ضروری ہین البتہ جو کچھہ بحث کیجائے وہ اس امر پر بحث ہونی چاہیے کہ علی مرتضی کو کامل اور بعض دیگر صحابہ کو کچھہ کچھہ پیغمبرؐ نے تفسیر قرآن بتائی تھی اور وہ اُنہون نے اپنے اپنے صحائف مین لکھہ لی تھی اور جس جس قدر ثابت ہو اُسپر کل مسلمانون کو عمل کرنا چاہیے نہ خلاف اُسکے۔

پھر مصنف ایک روایت تفسیر صافی سے نقل کرتے ہین جسکا ترجمہ یہ کیا ہی کہ "علی بن ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر مین اپنی اسناد سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی وہ کہتے ہین کہ رسول اللہ نے علی سے کہا تھا ای علی (قرآن میرے بستر کے نیچے ہی)

خط لالی مین جو ترجمہ ہی وہ "ان القرآن خلف فراشی" کا ہی "خلف" کے معنی نیچے کے نہین ہین بلکہ پیچھے چھوڑنیکے ہین اور "فراش" کے مرادی معنی اگرچہ بستر کے آئے ہین لیکن اصل معنی فگندہ ہونیکے ہین اسلیے صحیح معنی یہ ہوتے ہین کہ "تحقیق قرآن بعد میرے پیچھے چھوڑا ہوا اور پڑا ہوا ہی" صحیفون مین اور کپڑون اور کاغذون مین (تم سب ہکو لیجیو اور جمع کیجیو اور ضائع مت کیجیو جیسے کہ یہود نے توریت کو ضائع کردیا"

اس خط لالی مین بھی جسقدر ترجمہ ہی وہ ٹھیک نہین ہی بجاے اُسکے یہ ہونا چاہیے (پس لو تم اُسکو اور جمع کرو تم اُسکو اور نہ ضائع کرو تم اُسکو)

مصنف مخاطب نے یہ ٹکڑا اس روایت کا چھوڑدیا ہی "پس کشادہ روی سے متوجہ ہوے علی ساتھ جمع کرنے اُسکے بیچ کپڑے زرد کے پھر مُہر کی اوپر اُسکے اپنے گھر مین درحالیکہ فرمایا نہین ردا اوڑھونگا مین یہان تک کہ جمع کرون مین اُسکو فرمایا آتا تھا اگر کوئی شخص پس

نکلتے تھے وہ طرف اُسکے بغیر رداکے یہانتک کہ جمع کیا اُسکو"

مصنف مخاطب یہ حجت کرتے ہین کہ "اس روایت سے ظاہر ہی کہ پیغمبرؐ نے ترتیب نزول نہین بتائی تھی"

بیشک اُسوقت ترتیب نزول کے بتانیکی ضرورت نہین تھی کیونکہ یہ ارشاد رسول علی سے اُسوقت کا ہی کہ جب پیغمبر اپنے مرض موت مین بستر پر پڑے ہوے تھے اور زمانہ وفات نہایت قریب تھا اور اُسوقت قرآن نوشتون مین اور کپڑون مین اور کاغذون مین لکھا ہوا تھا اُسکے جمع کرنیکو پیغمبرؐ نے فرمایا اور ترتیب نزول کی یادداشت اور اُسکے معنی اور مقاصد بتانیکا اور علی مرتضی کے اُسکے لکھنے کا وہ وقت تھا کہ جب آیات قرآنی وقتاً فوقتاً نازل ہوتی تھین یہ وقت ترتیب نزول بتانیکا نہین تھا کہ ترتیب نزول پہلے معلوم ہو چکی تھی

پھر مصنف مخاطب یہ کہتے ہین کہ "قرآن کا مختلف پرچون مین ہونا اس بات کی دلیل ہی کہ متفرق اور غیر مرتب تھا"

اس سے کسی کو انکار نہین ہی کہ وقت وفات رسول صلعم قرآن متفرق اور غیر مرتب نہین تھا ایسی حیثیت سے کہ جو بصورت کتاب ہو مگر وہ متفرق غیر صورت کتاب کسی نہ کسی چیز پر لکھا ہوا اور ایک جگہ تھا لیکن بصورت کتاب جمع نہ تھا ـــ

اس روایت مین کوئی امر ایسا نہین ہی کہ جو منافی اس حقیقت کا ہو بلکہ اس روایت سے جو حالت قرآن کی تہی اُسکی حقیقت ظاہر ہوتی ہی۔

پہر مصنف مخاطب یہ اعتراض کرتے ہین کہ وہ خطاب فقط ایک علیؑ سے نتہا بلکہ تمام صحابہ سے تہا اسلیے کہ پیغمبرؐ نے جمع کے صیغہ بولے ہین اور ضائع نہ کرنیکی تاکید بہی اسکی دلیل ہی کہ جناب امیرؑ تو معصوم تہے اُنسے تاکید کی ضرورت کیا تہی؟

مصنف مخاطب اس روایت کے یہ معنی بتلاتے ہین کہ وہ علیؑ کو یہ حکم تہا کہ سب صحابہ کے ساتہہ ملکر قرآن کو جمع کرین مگر علیؑ نے اس حکم کی پوری تعمیل نہ کی بلکہ مخالفت کی کہ اصل قرآن کے پرچے صحابہ کو نہ دیے اور نہ جمع قرآن مین اُنکو شریک کیا بلکہ بطور خود تنہا تمام قرآن کو مرتب کرکے اُنکے سامنے پیش کیا پہر بہلا ایک شخص کی راے پر صحابہ کیسے اعتماد کرتے؟

جو کوئی فن بلاغت اور علم معنی اور بیان سے آگاہ ہی وہ کبہی اس روایت کے وہ معنی نہین لے سکتا کہ جو مصنف مخاطب نے لیے ہین وہ الفاظ یہی ہین کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا علیؑ سے اے علیؑ تحقیق کہ قرآن پیچہے میرے چہوڑا ہوا افگندہ ہی نوشتون اور جامون مین اور

کاغذون مین پس لو تم اُسکو اور جمع کرو تم اُسکو اور نہ ضائع کرو تم اُسکو"

جس سے صاف ظاہر ہی کہ خطاب پیغمبر صلعم اس وصیت مین ابتدائً
صرف علی مرتضی علیہ السلام کی طرف ہی اور بعد کو وصیت کی تعمیل مین
جو صیغہ جمع کا بولا گیا ہی اُسمین وہی لوگ شامل ہو سکتے ہین کہ جو اس
وصیت کے لیے شریک علی مرتضی کے ہو سکتے ہون اور سوائے
علی مرتضی جو دیگر اہلبیت پیغمبر تھے وہی شریک علی مرتضی سکے اکہ جن
مین علی مرتضی بعد پیغمبر سردار اور امام تھے سمجھے جا سکتے ہین اور سوا
اہلبیت سکے صحابہ کو اس وصیت سے کچھ تعلق نہین ہی اور نہ روایت
مین کچھ ذکر صحابہ کا ہی اور نہ ہو سکتا تھا اسلیے کہ یہ آخری وصیت پیغمبر
کی اُسوقت کی ہی کہ جب وہ مرض موت مین اپنے گھر مین پڑے ہوے
تھے اور سوا اہلبیت کے کوئی ملازمت حاضری کے وقت نہین کہہ
سکتا تھا۔

اس بنا پر اس روایت کے یہ معنی ہونگے کہ ای سردار اہلبیت
تحقیق کہ قرآن میرے بعد میرا چھوڑا ہوا اور افگندہ ہی نوشتون اور
کپڑون اور کاغذون مین پس لو تم اہلبیت اُسکو اور جمع کرو تم اُسکو
اور نہ ضائع کرو تم اُسکو۔

یہ ظاہر ہی کہ خلف کے معنی پیچھے رہنے والے یا پیچھے چھوڑی ہوئی

چیز کے ہین اور پیغمبرؐ نے اپنے بعد قرآن اور اپنے اہلبیت کو چھوڑا تہا پس
بالکل قرین عقل ہی کہ پیغمبرؐ نے ایک خلف سے دوسرے خلف کے
لیے وصیت کی اور مقصود اس وصیت سے یہ تہا کہ مین نے اپنی
زندگی مین جیسے قرآن لوگونپر پہونچایا ویسے ہی تم اس قرآن کو جسکو کہ
مین چھوڑے جاتا ہون لو تم اور جمع کرو تم اور جو معنی کہ مین نے تم کو
بتلائے ہین اور لکھوا دیے ہین اُس معنی مین اُسکو ضایع نہ کرنا تم اور اُسی
معنی مین لوگونپر اسکو قائم رکہنا۔

اس وصیت کی ضرورت صرف علی مرتضی اور اہلبیت سے
ہوسکتی ہی اسلیے کہ پیغمبر صحابہ کو پہلے ہی وصیت فرما چکے تہے جو اُنسے
متعلق تہی کہ مین درمیان تمہارے دو چیزین چھوڑے جاتا ہون قرآن
اور اہلبیت اپنے اُنسے تمسک کرنا کہ ہرگز گمراہ نہوگے اور وہ آپس سے
قیامت تک جدا نہونگی۔

صحابہ سے کچھہ تعلق وصیت ترتیب اور جمع کرنے قرآن کا علاقہ
نہین رکھتا تہا اور نہ ہوسکتا تہا اُنکے متعلق جو کچھہ وصیت ہوسکتی تہی
وہ وہی ہوسکتی تہی کہ جو چیزین اُنکے واسطے واجب العمل ہون اور
جو چیزین کہ واجب العمل نہین وہ چیزین باہم تعلق رکھتی تہین اُن کے
لیے وصیت حفاظت کی باہم اُنکے ہوسکتی تہی اور اس بنا پر صرف یہی

لازم آتا ہی کہ اہلبیت کو وصیت جمع اور ترتیب قرآن کی کی جائے۔
نہ کسی اور کو جن لوگوں سے کہ تعلق جسمانی پیغمبرؐ کا تہا وہی لوگ حفاظت امر
روحانی پیغمبرؐ کی کرسکتے تہے نہ اُنکے غیر۔ وہ غیر قیامت تک صرف اُن
دونوں چیزونپر عمل کرنیوالے تہے اور اُسی کی وصیت اُن غیرون کو
ہوچکی تہی۔

(خلعت فراشی) کے جو معنی مصنف مخاطب نے لیے ہین
کہ "وہ قرآن میرے بچہونے کے نیچے ہی" وہ خلاف واقع اور خلاف حقیقت
ہی مذہب اسلام کا کوئی فرقہ اس بات کا قائل نہین ہوا اور نہ کسی فرقہ
کے یہان کوئی ایسی روایت وارد ہوئی ہی کہ پیغمبرؐ کے بستر مرگ کے
نیچے قرآن متفرق نوشتون اور کپڑون اور کاغذون مین پڑا ہوا تہا بلکہ
اس بات کے قائل ہوے ہین کہ قرآن موجودہ متفرق صحابہ کے پاس
متفرق چیزونپر لکہا ہوا تہا کسی کے پاس کسی قدر اور کسی کے پاس کسی
قدر جو جمع کر لیا گیا تہا بغیر اُن تفاسیر کے کہ جو پیغمبرؐ نے بتائی تہین اور
جسکے سبب سے امت رسول مین اختلاف واقع ہوا اور مذہب اسلام
منتشر ہوگیا۔

اس روایت مین اُس قرآن تفسیری سے مراد ہی کہ جو اصل قرآن
بترتیب نزول مع تفسیر بتائی ہوئی پیغمبرؐ کے وقتاً فوقتاً جداگانہ چیزونپر

علی مرتضیٰ لکھہ لیتے تہے جسکے جمع کرنے اور ضائع نہ کرنیکی وصیت پیغمبرؐ نے اپنے اخیر وقت پر علی مرتضیٰ کو کی۔

جب پیغمبرؐ نے صحابہ کو قرآن اور اہلبیت کے ساتہہ تمسک کی وصیت کی تو ضرور تہا کہ عترت اور اہلبیت کو یہ وصیت کی جاتی کہ لو تم قرآن کو اور جمع کرو تم اُسکو اور نہ ضائع کرنا اُسکو۔ تاکہ صحابہ اُسپر تمسک کرین اور گمراہ نہون۔

اور پیغمبرؐ نے جو صحابہ کو آگاہ کر دیا تہا کہ وہ علی قرآن کے ساتہہ ہی اور قرآن ساتہہ علی کے اور اہلبیت میرے تم سے زیادہ عالم ہین الخ اُسکے بہی یہی معنی ہین کہ تنہا علی قرآن جمع کریگا مع اُس تفسیر کے جو اُسکو بتا دی گئی ہی اور جسکو اُسنے لکھہ لیا ہی اور قرآن پر اُسی معنی مین اور اہلبیت پر اُسی معنی مین صحابہ کو تمسک کرنیکی وصیت کی گئی ہی۔

ان سب روایتون کو جمع کرنے سے یہ نتیجہ صاف نکلتا ہی کہ علی مرتضیٰ کو کہ جو سردار اہلبیت کے بعد پیغمبر ہونے والے تہے اور اہلبیت اپنے کو پیغمبرؐ نے یہ حکم دیا کہ تم قرآن کو لو اور جمع کرو اور اُسکو ضائع نہ کرو اور صحابہ کو یہ حکم دیا کہ تم قرآن اور اہلبیت پر تمسک کرو۔

اس حقیقت کے ظاہر ہونے کے بعد وہ اعتراض مصنف مخاطب کا کسی پہلو سے ہو اس روایت پر وارد نہین ہو سکتا۔

پیغمبر کی ایسی وصیت اور ہدایت علی مرتضی کی عصمت کے منافی نہین ہو سکتی اسلیے کہ علی مرتضی نے جو کچھہ پایا اور کیا وہ پیغمبر کی تعلیم اور ہدایت ہی کے بموجب پایا اور کیا ہی-

شیعہ علی مرتضی اور دیگر ائمہ اہلبیت کی عصمت کے جو قائل ہوے ہین اُسکے یہ معنی نہین ہین کہ وہ ایسے معصوم تھے کہ بغیر تعلیم اور ہدایت پیغمبر کے خود ہی مثل رسول کے احکام دین جاری کرنیوالے تھے بلکہ شیعہ اُنکی نسبت اس بات کے قائل ہین کہ پیغمبر سے جو ہدایت اور تعلیم پاتے تھے اُسمین اُنسے کبھی خطا اور غلطی نہین ہوتی تھی اور نہ کوئی امر قبیح اور فاحش اُنسے سرزد ہوتا تھا اور اُنکے ایسے معصوم ہونے مین بہ لفظ محفوظ عن الخطا اہلسنت شیعون کے ہم زبان ہوے ہین-

اس روایت مین جہان قرآن کے لینے والون اور جمع کرنیوالون اور نہ ضائع کرنیوالون کے لیے صیغہ جمع کا بولا گیا ہی اور جسکے معنی مین ہم نے علی مرتضی کے ساتھہ دیگر اہلبیت پیغمبر کا شمول ظاہر کیا ہی اگر اُس جگہ ہم دیگر صحابہ غیر اہلبیت رسول سے بھی مراد لین تو بھی بنظر فن بلاغت اور علم معانی اور بیان کے اُسکے وہ معنی قرار نہین پا سکتے جو مصنف مخاطب نے لیے ہین-

کیونکہ اس روایت مین جو وصیت پیغمبر خدا صلعم کی منقول ہوئی ہی

اُسمین خطاب اول صرف علی مرتضیٰ کی نسبت ہی اور آپنے ارشاد کی
تعمیل کے لیے جہان پیغمبرؐ نے صیغہ جمع کا بولا ہی اُسمین اگر قبول کیا جاے
کہ صحابہ بھی شامل تھے تو بھی ضرور ہی کہ راس المومنین اور سردار صحابہ
علی مرتضیٰ مانے جائین اور اُس وصیت کے بموجب اول تعمیل کرنے
والے اُس وصیت کے علی مرتضیٰ قرار پائین اور دیگر صحابہ باتباع علی
مرتضیٰ کے تعمیل اُس وصیت مین شریک ہون اس حیثیت سے کہ
جو کچھ تعمیل اُس وصیت کی علی مرتضیٰ کرین اُسی کے بموجب صحابہ عمل مین
لائین جو کچھ علی نے لیا ہو اُسی کو وہ بھی لین جو کچھ علی نے جمع کیا ہو اُس
سے انکار نہ کرکے اُسی کی تائید کرین جو کچھ علی نے ضایع نہ کیا اُسی کو وہ بھی
ضایع نہ کرین اور اس نوعیت سے شریک تعمیل وصیت پیغمبرؐ کے
ہون جن الفاظ سے اور جس نوعیت سے کہ وصیت کی گئی ہی (کہ
خطاب وصیت مین خاص علی سے ہی اور تعمیل وصیت مین اگر صحابہ
شریک کیے گئے) اسکے یہ معنی کسی طرح نہین ہوسکتے کہ جو قرآن کہ علیؑ
نے لیا اور جو قرآن کہ علی نے جمع کیا اور جو قرآن کہ اُسمین سے علیؑ نے
کچھ ضایع نہ کیا تھا کہ (جس مین کل تفسیر بتائی ہوئی پیغمبرؐ کی ازروے
وحی کے موجود تھی) وہ قرآن علی سے کہ جنسے خاص خطاب اُس وصیت
کا تھا نہ لیا جائے۔ اور صحابہ اپنی خودسری سے بغیر شرکت علی مرتضیٰؑ

کے اُنکے جمع کیے ہوے سے کے خلاف اپنی مرضی سے کے موافق دوسری نوعیت

سے بغیر ترتیب نزول سے اور بترک تفسیر پیغمبری کے جمع کرلین اور جسکا

نتیجہ یہ ہو کہ جو معنی پیغمبر ؐ نے ازروے وحی بتائے تہے اور لکہائے تہے

اسکو ضائع کردین جیسا کہ توریت مین یہودیون نے کیا تہا کہ آیات کتاب

آسمانی کے معنی کو تاویل کرکے بدل دیا تہا اور جسکی خبر خدا قرآن مین دیتا ہے

"یحرفون الکلم عن مواضعہ" کہ تحریف کرتے ہین کلام کو بعض جگہ

اُسکی سے۔

مفسرین علماے اہلسنت نے اس موقع پر تحریف سے مراد تاویل

کی لی ہے اور کہا ہے "یحرفون ای یاولون" تحریف کرتے ہین یعنی تاویل

کرتے ہین -

اس وصیت پیغمبر ؐ مین جو خطاب خاص علی کی ذات سے ہے اور

فرض کیا جاے کہ اس وصیت کی تعمیل مین سب صحابہ شامل تہے

جسکے معنی اور مراد ہم نے یہ بتاے کہ علی اول اس وصیت کی تعمیل

کرنیوالے ہون اور صحابہ اُنکی پیروی سے اُس وصیت کی تعمیل مین

شریک ہون۔

اس معنی کے سمجہنے کے لیے ہم دو مثالین پیش کرتے ہین۔ ایک

یہ کہ قرآن مین جہان کہین خدا نے مومنین سے کے لیے کچہ فرمان نازل

نازل کیے ہین تمام مفسرین نے قبول کیا ہی کہ پیغمبرؐ مومنین مین داخل ہین تو آیا پیغمبر بسبب سردار مومنین ہونے کے اول اُس فرمان کی تعمیل اپنے اوپر واجب جانتے تھے اور دوسرے لوگ اُس فرمان کی تعمیل مین اتباع پیغمبر کا کرتے تھے یا کیا —

کچھہ شبہہ نہین ہو سکتا کہ دراصل اُس فرمان خدا مین خطاب پیغمبرؐ کی طرف ہوتا تھا کہ جسکے پاس وہ فرمان نازل ہوتا تھا اور دوسرے مومنین کو اُسکی تعمیل مین شامل کیا جاتا تھا لیکن اُس فرمان کے عمل مین لانے والے اول پیغمبر خدا صلعم ہوتے تھے —

دوسری مثال یہ ہی کہ پیغمبر خدا صلعم جب کسی غزوہ مین یا سریہ مین کوئی لشکر بھیجتے تھے اور کسی کو اُسکا سردار مقرر کر دیتے تھے اور اُس سردار سے خطاب کر کے لشکر کو تمام ہدایتین فرما دیتے تھے تو اُن ہدایتون پر عمل کرنیوالا اول سردار لشکر اور اُسکے اتباع مین لشکر ہوتا تھا یا عمل سردار لشکر سے قطع نظر کر کے خود وہ لشکر عمل کرنے لگتا تھا اور اگر کوئی لشکر بغیر عمل سردار کے کہ جسکی لشکر کو تائید اور اطاعت کرنی چاہیے خود سر ہو کر فرض کرو کہ جنگ شروع کر دے تو وہ خلاف ہدایت عمل کرنیوالا اور نافرمان قرار پائیگا یا نہین —

اس سے کوئی انکار نہین کر سکتا کہ علی مرتضیٰؑ سے بہتر پیغمبرؐ کی

وصیت اور ارشاد کے معنی اور مقصود کو سمجھنے والا نہین ہوسکتا تہا اور
اس سے بہی کسی کو انکار نہین ہوسکتا کہ پیغمبرؐ کے حکم کی تعمیل مین کہ جو
درحقیقت حکم خدا تہا علی مرتضی نے کبہی کوتاہی کی اور بلاخوف جو مافوق
طاقت انسانی کے سمجہا جاتا ہی احکام پیغمبرؐ کی تعمیل کی -

ان دونون امرون کے لیے واقعات اور درایتین خود کتب
اہلسنت مین اسقدر موجود ہین کہ جس سے کسی کو مخالفت کی مجال
نہین ہوسکتی اور جنکا کچہہ کچہہ حصہ ہمارے رسالہ جات مین منقول ہی
ایسی حالت مین اور ایسے شخص کی نسبت یہ خیال کرنا کہ "علیؑ
کو یہ حکم تہا کہ سب صحابہ کے ساتہہ ملکر قرآن کو جمع کرین مگر علیؑ نے اس
حکم کی پوری تعمیل نہ کی بلکہ مخالفت کی کہ اصل قرآن کے پرچے صحابہ
کو نہ دیے اور نہ جمع قرآن مین اُنکو شریک کیا بلکہ بطور خود تمام قرآن کو
مرتب کرکے اُنکے سامنے پیش کیا پہر بہلا ایک شخص کی راے پر صحابہ کیسے
اعتماد کرتے" وسوسۂ شیطانی سے کچہہ کم نہین ہوسکتا۔

علی مرتضی نے وصیت پیغمبرؐ کی پوری تعمیل کی کہ قرآن کو (جیسا
کہ منشا پیغمبرؐ کا تہا اور جس کے وہ مخاطب تہے اور جسکو اُنسے بہتر کوئی
سمجہہ نہین سکتا تہا اور جسکا غیرون کو نہ علم تہا اور نہ ہوسکتا تہا) جمع کرکے
صحابہ کے سامنے پیش کیا بنظر تعمیل وصیت پیغمبرؐ کے اگر صحابہ اُس وصیت

مین شریک تھے تو انکو لازم تہا کہ اُس قرآن مجمعۂ علی کو لیلیتے اور دیکھتے کہ وہ قرآن صحیح طور پر علیؑ نے جمع کیا ہی یا نہین۔

لیکن درحقیقت صحابہ کو علی مرتضیٰ کی صداقت پر یقین تہا اسلیے وہ جانتے تہے کہ پیغمبرؐ کی وصیت کی تعمیل علی مرتضیٰ نے پوری پوری کی ہی کہ جو مخالف ہمارے مقاصد کے ہی اسلیے اُنہون نے اُسکے جمع اور ترتیب کی صحت پر تو کچہ شبہہ نہین کیا مگر اُسکے نہ لینے پر یہ حجت ظاہر کی کہ ہم نے خود جمع کر لیا ہی تمہارے قرآن کی ہمکو حاجت نہین ہی۔

ایسی حالت مین غور کرنا چاہیے کہ تعمیل وصیت پیغمبر مین علیؑ کے ساتہہ شرکت سے خود صحابہ نے انکار اور قصور کیا یا علی مرتضیٰ نے۔

لیکن صورت واقعہ صاف دکہاتی ہی کہ صحابہ نے درحقیقت شرکت تعمیل وصیت پیغمبرؐ مین قطعی انکار اور قصور کیا اور علی مرتضیٰؑ نے ذرا بہی تعمیل وصیت پیغمبر مین دریغ نہین کیا۔

میرے اس تمام سخن کی تائید اُس بقیہ حصۂ روایت کے نتیجہ سے ہوتی ہی کہ جسکو مصنف مخاطب نے ترک کر دیا تہا اور جسکا نشان خود کتب اہلسنت مین موجود ہی یعنی اُس سرگرمی علی مرتضیٰ سے قرآن کے جمع کرنے مین کہ جو اُنسے تعمیل وصیت رسول مین ظہور مین آئی کہ بعد تجہیز و تکفین کے جو سب سے پہلا کام اُنکا تہا وہ قرآن کا جمع کرنا تہا

اونہون سنے یہ عہد کرلیا تہا کہ "جب تک قرآن جمع نہ کرونگا ردا اپنے دوش پر نہ ڈالونگا" جس سے مقصود یہ ہی کہ جبتک قرآن جمع نہ کرلونگا کسی اور کام کے لیے گہر سے باہر نہ نکلونگا۔

ایسا اہتمام تعمیل وصیت پیغمبر مین صرف اسی وجہ سے تہا کہ تعمیل وصیت پیغمبرؐ مین ذرہ برابر فرق نہ آجائے اور جیسا کہ اُنہون نے عہد کیا تہا اُسے نہایت حزم اور احتیاط سے پورا کر دکہایا کہ جبتک قرآن جمع نہ کرلیا اور وصیت آخری پیغمبرؐ کو بجانہ لائے خود کسی اور کام کے لیے گہر سے باہر تشریف نہ لے گئے - یہانتک کہ اگر اُنکے پاس کوئی آتا تہا تو بغیر ردا اوڑہے ہوے اُس سے ملتے تہے۔

جو شخص کہ تعمیل احکام خدا اور رسول مین ایسا سرگرم ہو اور جسکے صدق مقال پر کبہی کسی کو شبہہ نہوا ہو اور سنی شیعہ دونون قائل ہون کہ اُس سے خطا سرزد نہین ہوئی اُسکی نسبت یہ کیونکر گمان ہوسکتا ہی کہ اُسنے پیغمبرؐ کی وصیت کے معنی نہین سمجہے اور اُسنے خلاف وصیت پیغمبر کے عمل کیا ایک حیرت انگیز اگر بات نہین ہی تو کیا ہی- اور خلاف روایت کے تیرہ سو برس بعد تازہ معنی طبعزاد مصنف مخاطب کے ہم نہین جانتے کہ کیا وقعت رکہہ سکتے ہین۔

جب علی مرتضی نے بموجب وصیت پیغمبرؐ کے قرآن جمع کرکے

روبرو صحابہ کے پیش کیا تو اُسوقت صحابہ نے علی مرتضی پر یہ اعتراض نہین
کیا تہا کہ تم نے خلاف وصیت پیغمبر صلعم کے بغیر ہمارے شرکت کے
یہ قرآن جمع کیا ہی - نہ اُنہون نے اُسکے لینے پر یہ عذر کیا تہا کہ اصل قرآن
کے پرچے ہمکو کیون نہین دیے اور بطور خود تنہا تمام قرآن کیون مرتب کیا
اور نہ علی مرتضی کے سامنے یہ کہا گیا کہ "ہم ایک شخص کی راے پر کیسے
اعتماد کرسکتے ہین"
بلکہ بجاے ان وساوس کے جو مصنف مخاطب کو پیش آئے ہین
اُن صحابہ نے یہ جواب دیا ہی کہ ہمکو اُسکی حاجت نہین ہی ہم اُس سے
مستغنی ہین بسبب اُسکے کہ جو ہمارے پاس ہی -
جو وسوسہ کہ مصنف مخاطب پیش کرتے ہین وہ وساوس اُن
صحابہ کے دلو نمین نہین تہے ورنہ وہ اُنکو ضرور روبرو علی مرتضی کے ظاہر
کرتے اُنکے اُن امور کے پیش نہ کرنے سے یقین کرنا چاہیے کہ اُن صحابہ
کو اسمین کچہ شبہہ نہین تہا کہ پیغمبرؐ نے تنہا علی مرتضی کو جمع کرنے قرآن کا
حکم دیا ہی نہ وہ وصیت پیغمبرؐ کے یہ معنی سمجہتے تہے کہ "علی سب صحابہ کے
ساتہہ ملکر قرآن جمع کرین یا وہ صحابہ جمع قرآن مین اپنی شرکت کا کوئی
حق خاص سمجہتے ہون"
نہ اُنکو یہ شبہہ تہا کہ علی نے اُس حکم کی پوری تعمیل نہین کی یا علیؑ نے

اُسکی مخالفت کی۔ نہ اُنہون نے اصل قرآن کے پرچے علی مرتضی سے طلب کیے۔ اور اُن کے نہ طلب کرنے سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہی کہ خود وہ اصل قرآن کے پرچے ہی بصورت کتاب کے جمع اور مرتب کیے ہوے موجود تھے اُن اُنکو کچہ یہ شبہہ نتھا کہ اُن اصل قرآن کے پرچون کے مطابق وہ قرآن بصورت کتاب لکھا ہوا اور مرتب اور جمع کیا ہوا ہی۔ نہ اُنکو علی مرتضی ایک شخص کی رائے پر بے اعتمادی تہی۔ اگر علی مرتضی تن واحد کی رائے پر اُنکو بے اعتمادی ہوتی تو بارہا جو علی مرتضی سے مسائل قرآنی دریافت کیے ہین کبھی اُنسے دریافت نہ کرتے نہ کبھی اُنکی تنہا رائے پر عمل کرتے۔

افسوس ہی کہ عین اُسوقت اور موقع پر مصنف مخاطب موجود نہ تھے ورنہ اُنہون نے جو جواب علی مرتضی کے قرآن نہ لینے کا اپنی ذہانت طبع سے پیدا کیا ہی۔ مین قبول کرتا ہون کہ یہ جواب طبعی مصنف مخاطب کا اُن صحابہ کے جواب سے اعلی اور برتر ہی اور دانائی مصنف مخاطب کی مافوق دانائی اُن صحابہ کے ظاہر ہوتی ہی۔

وہ اس قابل تہا کہ بجاے جواب صحابہ کے یہی جواب مصنف مخاطب کا علی مرتضی کے سامنے پیش کیا جاتا۔ یا جن وساوس سے یہ جواب وضع کیا گیا ہی وہ وساوس مصنف مخاطب اُن صحابہ کے دلمین ڈالتے اور اُن صحابہ کو اُنکی غلطی سے بچاتے۔

لیکن مین یقین دلاتا ہون کہ اُن وساوس کو جسپر یہ جواب مصنف مخاطب کا مبنی ہی یا اس جواب کو کہ جو نتیجہ اُن وساوس کا ہی نہ کسی کا دل قبول کرسکتا تہا نہ کسی کی زبان اُسکے اقرار پر یاری کرسکتی تہی۔

وہ زمانہ نہایت قریب زمانۂ وفات پیغمبرؐ سے تہا اور عہد پیغمبر لوگون کی نظرون مین چہایا ہوا تہا اور ہر قسم کے فضائل علی مرتضی کے جو پیغمبرؐ سے سنے تہے اور عمل علی مرتضی کے آنکہونسے دیکہے تہے وہ لوگون کے کانون اور دلون مین موجود تہے اور جس سے علانیہ کوئی انکار نہین کرسکتا تہا۔

مین یقین دلاتا ہون کہ وہ سب صحابہ علی مرتضی کو امام اور قابل جانشینی پیغمبرؐ کے دل مین جانتے تہے مگر خلافت فی الارض ایک ایسی دل خوش کن چیز تہی کہ جو اُنکے دل مین سوا اپنے علی مرتضی کے واسطے رنگ نہین جمنے دیتے تہے۔

اُسوقت کی پالسی یہ تہی کہ جسپر صحابہ عمل کرتے تہے کہ علی مرتضیٰ کی کسی فضیلت اور وصف سے علانیہ انکار بہی نہ کیا جاوے اور دوسرے حیلہ سے اُنکے اُس سخن کو جس سے صحابہ کا منصوبہ خلافت غلط قرار پاجاوے یا حق خلافت علی کے لیے حجت ہوجاوے اُسکو ٹالدیا جاوے۔

اُسوقت کی یہ حکمت عملی نہین تہی کہ علی مرتضی کی نسبت یہ کہا جاسکے

کہ "اُنھون نے پیغمبر کی وصیت کو غلط سمجھا یا پیغمبر کی وصیت کی پوری تعمیل نہین کی یا اُس سے مخالفت کی"۔

یہ حکمت عملی جسپر کہ مصنف مخاطب نے جواب ظاہر کیا ہی اس زمانہ کے موافق بیشک ہی کہ زمانہ پیغمبر صلعم کو عرصہ دراز گذر گیا اور فضائل اور اوصاف علی کے لوگون کی آنکھون کے سامنے موجود نہین ہین اور جو کچھہ فضائل اور اوصاف علی مرتضی کے کتابون مین مندرج ہین وہ اساطیر الاولین سمجھے جا سکتے ہین اور اسپر بھی مخلوق خدا کو پورا علم اور عبور نہین ہی۔ لیکن مین یہ امر ضرور قبول کرتا ہون کہ اُسی پالسی اولین نے اس دوسری پالسی کا دن دکھایا ہی۔

اُن اولین صحابہ نے علی مرتضی کے پیش کیے ہوے قرآن کے نہ لینے کا جو یہ جواب دیا ہی کہ "ہمکو اُسکی حاجت نہین ہی ہم اُس سے مستغنی ہین بسبب اُسکے کہ جو ہمارے پاس ہی"۔

یہ جواب بنظر حکمت عملی اُسوقت کے نہایت موزون تھا کہ جس مین نہ علی مرتضی کی کسی فضیلت اور وصف سے انکار تھا اور نہ اُن کے جمع اور مرتب کیے ہوے قرآن کا نہ لینا بظاہر معیوب ہوتا تھا۔ اور جو اندیشے اُس قرآن تفسیری کے لینے اور جاری کرنے سے لاحق تھے اُنسے محفوظی بھی ہو گئی اور ہر آیت قرآنی کی تاویل کرنیکا اپنی مرضی

کے موافق موقع بھی مل گیا۔ اور آئندہ نسلین مسلمانون کی جو صحابہ پر غلطی اور خطاؤن کا صحیح معنی آیات قرآنی مین تفسیر پیغمبری سے الزام لگاتین اُنسے بھی اپنے آپ کو بچا لیا اور مسلمانون مین اختلاف اور تفرقہ پیدا ہوجانیکی پروا نہ کرکے اور مذہب اسلام مین رخنہ ڈالکر مسلمانون کو حالت تنزل مین پہونچا دیا۔

جب نتیجہ مابعد واقعات پیغمبر سے ایسی حالت صحابہ کی ظاہر ہوتی ہی تو یقین کرنا چاہیے کہ پیغمبر اُن کے قلوب اُن کی نیتون اُن کے ارادون سے بخوبی آگاہ تہے اور جبپر آگاہی بنظر حالت زمانہ کے ایک علیم اور خبیر کو لازمی ہی پیغمبر کی اُن پیشین گوئیون سے واضح ہی جنکو ہم چند موقعونپر اپنے رسالہ جات مین کتب معتمدہ اہلسنت سے لکھہ آئے ہین اور جسکا مقصود یہ ہی کہ صحابہ بعد پیغمبر کے کیا کیا احداث کرین گے اور شرک کی طرف کس چال سے چلین گے۔

ایسی حالت مین کسی طرح سمجہہ مین نہین آسکتا ہی کہ پیغمبر جن صحابہ کی نسبت ایسا یقین رکہتے ہون اُنہین صحابہ کی نسبت پیغمبر جمع کرنے قرآن کا حکم دین۔

اس بنا پر یہ لازم آتا ہی کہ جمع کرنے قرآن کی وصیت سردار اہلبیت کو بشرکت اہلبیت کے کی جاے اور صحابہ کے لیے یہ حکم دیا جاے

کہ تم قرآن اور اہلبیت پر تمسک کرو تاکہ گمراہ نہو جاؤ- اگر جمعیت قرآن کی صحابہ کے لیے وصیت کی جاتی تو ہرگز ضرور نہین تہا کہ ثقلین کے واسطے تمسک اہلبیت کا حکم دیا جاتا -

پہر اگر وصیت پیغمبرؐ کے یہ معنی لیے جائین کہ صحابہ جمع کرنے قرآن مین علی کے ساتہہ شریک ہون تو تعمیل وصیت پیغمبرؐ کی محال ہوگی جاتی ہی اسلیے کہ جب صیغہ جمع کا لحاظ نسبت صحابہ کی کیا جاتا ہی تو یہ لازم آتا ہی کہ کل صحابہ شریک جمعیت قرآن کے ہون اور کوئی وجہ نہین ہوسکتی کہ بعض صحابہ کے لیے شرکت جمعیت قرآن سمجہی جاوے اور بعض صحابہ اُس سے مستثنے ہون -

صحابہ کی جو تعریف اہلسنت کے یہان قرار دی گئی ہی اُسکے بموجب کل وہ مسلمان جو پیغمبر صلعم کے سامنے ایمان لائے داخل صحابہ ہوتے ہین اور عہد پیغمبر مین کہ جنہون نے پیغمبرؐ کو دیکہا تہا اور پیغمبر کی خدمت مین حاضر ہوے تہے ہزارون تہے -

یہ امر غیر ممکن تہا کہ کل صحابہ جن مین کہ اکثر ملک دور و دراز مین اور راہ صعب گذار مین تہے شریک جمع قرآن مین ہوسکین - یہ ظاہر ہی کہ اگر ایک صحابی بہی شریک نہو سکتا تو تعمیل وصیت پیغمبر کی ناجائز ہوتی کیا کسی کی سمجہہ مین یہ بات آسکتی ہی کہ پیغمبر جمع قرآن کی وصیت ایسی

شان سے کرین جو ناممکن التعمیل ہو۔

اس بنا پر بہی یہی امر لازم آتا ہی کہ جمع قرآن کی وصیت بسردار
اہلبیت کے لیے اور اُسمین شرکت کا منشا ربقیہ اہلبیت کے لیے
تہا کہ جنکی تعداد مع علی مرتضیٰ کے چار سے زیادہ نتہی اور سردار اہلبیت
کے باقی تینون اہلبیت مطیع تہے اور وہ چارون اہلبیت اُسی ایک
گہر مین تہے کہ جہان پیغمبر نے قرآن نوشتون اور حریر اور کاغذون پر چہوڑا
تہا جسکو سردار اہلبیت نہایت آسانی سے بصورت کتاب جمع کر سکتا
تہا اور دیگر اہلبیت اُسمین شریک ہو سکتے تہے اور اسکا یہ نتیجہ ہی کہ صحابہ
سے یہ کام متعلق نہین ہو سکتا تہا۔

اُنہین صحابہ کی نسبت مصنف مخاطب لکہتے ہین کہ "اُنکو تو یہ منظور
تہا کہ سب متفق ہو کر اس کام (جمع قرآن) کو کرین تا کہ کوئی غلطی باقی
نرہے تمام صحابہ کو اُنہون نے اس کام مین شریک کیا تہا اور سب سے
تحقیق کرتے تہے"

اور تفسیر صافی مین جو ایک طویل حدیث جناب امیر کی منقول
ہی جسمین ایک زندیق کے مقابلہ مین قرآن کے متعلق بہت سے
مطالب ارشاد فرمائے ہین اور اُسمین صحابہ کا جس طور پر قرآن جمع
کرنیکا تذکرہ ہی اُسکو سند لائے ہین جسکا یہ ترجمہ کیا ہی کہ "تو پکارا

منادی ٹہرائی کہ جسکے پاس قرآن مین سے کچہہ ہو وہ ہمارے پاس لاوے
حقیقت مین جن صحابہ کو کہ جنکی غرض متحد تہی یہ منظور تہا کہ وہ
سب متفق ہو کر جمعیت قرآن کا کام کرین مگر خلاف وصیت پیغمبرؐ
کے وہ جمع کرنا صحابہ کا قرآن کو اس غرض سے نہین تہا کہ کوئی غلطی
باقی نرہے بلکہ وہ صحابہ کہ جنکی دوسری غرض اتہی خود فضائل اور علم
اور اوصاف علی مرتضی کو جانتے تہے اور وسیلہ اُنکے علم کا جو تعلیم
پیغمبرؐ سے حاصل ہوا تہا کسی پر مخفی نہین تہا اگر اُنکی یہ غرض ہوتی کہ قرآن
مین کوئی غلطی باقی نرہے اور جس معنی اور مراد مین ہر ایک آیت اُسکی
نازل ہوئی ہو اُسی صحیح معنی اور مراد مین قائم رہے تو قرآن مجتمعۂ
علی مرتضیٰ کے لینے پر عذر نہ کرتے اور نہایت خوشی سے کہ بغیر کسی
تکلیف کے مجموعۂ قرآن اُنکو ملتا تہا نہایت شکر گزاری کے ساتہہ
اُسکو لے لیتے لیکن اُنکی غرض خلاف اُس مجموعۂ قرآن کے تہی کہ
جسنے ایسے عمدہ اور صحیح مجموعہ کو نہ لینے دیا۔

اور علی مرتضی علیہ السلام نے جو اس واقعہ کا ذکر فرمایا ہے تو ٹہرایا
منادی ٹہرائی کہ جسکے پاس قرآن مین سے کچہہ ہو وہ ہمارے پاس لائے
اس سے یہ نتیجہ نہین پیدا ہو سکتا کہ تمام صحابہ کو اُنہون نے اس
کام (جمع قرآن) مین شریک کیا تہا اور سب سے تحقیق کرتے تہے

بلکہ اُس ذکر واقعہ سے یہ نتیجہ پیدا ہی کہ جن صحابہ نے جمع کرنے قرآن کا
ارادہ کیا تہا وہ دوسرے صحابہ سے بسطوت خلافت (کہ جسپر بنا دی
کا یکدانا اور ابن مسعود معززہ صحابی کو اُنکے قرآن نہ دینے پر ایسے کوڑے
لگوانے کہ جسکے سبب سے اُنکی جان جاتی رہی دلیل ہی) جس جس
قدر جس جس کے پاس قرآن تہا طلب کرکے اپنے قبضہ مین کرنا چاہا
ہی جسکے بعد وقت جمع کرنے قرآن کے بصورت کتاب واحدیہ
اختیار باقی رہتا ہی کہ اُس جزو جزو قرآن سے جس جس قدر چاہین لین
اور جس جس قدر کو چاہین چہوڑکر اُن اجزا کو نابود کردین۔

چنانچہ اُن روایات سے جو روایتاً ثابت ہوگئی ہین اور اتفاق
سے کچہ ہم ابہی اوپر لکہہ آئے ہین اور کچہ دوسرے موقعونپر دوسری
کتب معتمدۂ اہلسنت سے دکہایا گیا ہی۔

یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا ہی کہ بعض بعض اجزاء قرآن بعض بعض
قرآنون سے نہین لیے گئے۔ جن اجزاء کو کہ وہ صحابی قرآن سمجہتے
تہے اور جنکو مصنف مخاطب نے بہی اپنی تفسیر مین بتقلید علماے
شیعہ تفسیر پیغمبری ظاہر کیا ہی۔

کیا کچہ شبہہ ہوسکتا ہی کہ اس حالت مین بہی وہ تفسیر پیغمبری مثل
قرآن اور حکم قرآن مین تہے جسکو وہ صحابہ اگر قرآن سمجہتے تہے تو کیا

بیجا کیے تہے کہ وہ نص قرآنی کے برابر درجہ رکہتے تہے اور حدیث پیغمبر

کو جو نص قبول کیا جاتا ہی اُس سے کم رتبہ مین نہین ہو سکتی تہی۔

جب صحابہ کے قرآن بسطوت سلطانی طلب کیے گئے اور وقت

ترتیب اور جمع کے بعض اجزا اُن قرآنون کے خارج کرکے اُن قرآنون

کو نابود کر دیا گیا تو کیا اس ترکیب جمع قرآن سے یہ صحیح نتیجہ نکلتا ہی

کہ صحابہ کو منظور یہ تہا کہ سب متفق ہو کر اس کام کو کرین تاکہ غلطی

باقی نرہے اور تمام صحابہ کو اُنہون نے اس کام مین شریک کیا

تہا اور سب سے تحقیق کرتے تہے۔

نہین نہ بلکہ یہ نتیجہ صریح پیدا ہوتا ہی کہ اُن صحابہ کو جنکی غرض متحد تہی

منظور یہ تہا کہ جن جن دوسرے صحابہ کے پاس قرآن مین سے

جو کچہہ ہی اُسکو بسطوت سلطانی طلب کرکے جو چیز اُسمین مخالف

اُنکی غرض اور مضر اُنکے حق کے ہی اُسکو وقت جمع قرآن بصورت

کتاب واحد کے نہ لیکر تلف کر دین۔

ایسی حالت مین جس نوعیت سے کہ مصنف مخاطب نے

یہ کہا ہی کہ " اُن صحابہ کو تو یہ منظور تہا کہ سب متفق ہو کر اس کام کو

کرین تاکہ کوئی غلطی باقی نرہے تمام صحابہ کو اُنہون نے اس کام

مین شریک کیا تہا اور سب سے تحقیق کرتے ہے تہے " بالکل غلط ہی

اور علماے اہلسنت کا آیات اور سورتون قرآن کی بابت قرآن موجودہ مین تحریف کا قائل ہونا اور قرار دینا ہی صرف نہین ہی بلکہ مصنف مخاطب ترکیب اور صورت جمع قرآن مین بہی تحریف کرتے ہین۔

قرآن موجودہ پر تحریف کا طعن شیعون کے اصول اور روایات کے بموجب کسی طرح وارد نہین ہوتا ہی جیسا کہ مصنف مخاطب خیال کرتے ہین شیعون کے یہان ایک بہی روایت معتمد ایسی ائمہ معصومین سے منقول نہین ہی کہ جس سے اثبات تحریف لفظی قرآن کا ہو سکے اور نہ کسی متاخر غیر معصوم نے اختراعی قول سے اسکو ردکیا ہی ابن بابویہ قمی اور سید مرتضی علم الہدی کو جو مصنف مخاطب نے متاخرین علماے شیعہ ظاہر کرکے یہ قرار دیا ہی کہ "وہ موجد اس مسئلہ کے تہے کہ قرآن مین تحریف نہین ہوئی اور پورا قرآن یہی ہی جو اب موجود ہی"

اُسکی حقیقت ہمنے دکہا دی ہی کہ وہ متقدمین علماے شیعہ سے ہین مصنف جو اُنکو متاخرین علماے شیعہ سے قرار دیتے ہین علانیہ غلط ہی اور مصنف مخاطب کے ذمہ باقی رہا ہی کہ ان دونون علماے شیعہ سے ماقبل بتائین کہ کون علماے شیعہ ایسے تہے جو

تحریف لفظی قرآن کے قائل ہوے ہون۔

۲. بیان مصنف کا کہ "جن صحابہ نے قرآن موجودہ کو جمع کیا ہی وہ شیعون کے اعتقاد مین ثقہ نہ تھے بلکہ خائن تھے اور تمام صحابہ ارتداد مین اُنکے ساتھہ شریک تھے (معاذ اللہ منہا) حضرت علیؑ کو جرأت نہتی کہ اُنکی خیانت کو روک سکتے" جس حیثیت سے ظاہر کیا ہی صحیح نہین ہی شیعہ اُن صحابہ کو مرتد مطلق نہین جانتے ہین البتہ اُنکی نسبت کامل الایمان ہونیکا اعتقاد نہین رکھتے اور جس نوعیت سے کہ اُنکو غیر کامل الایمان سمجھتے ہین اُسی نوعیت سے اُنکا درجہ غیر ثقاہت اور خیانت مین مانتے ہین۔

قرآن موجودہ بذریعہ سطوت خلافت کے جمع کیا گیا ہی اور قرآن موجودہ کی جمعیت کی شان یہ ہوئی تہی کہ دیگر قرآنون مین جو تفسیر پیغمبری تہی اور جسکو صحابہ مثل قرآن اور حکم قرآن مین سمجھتے تھے وہ نکالڈالا گیا اور اُسکو قرآن موجودہ مین شامل نہین کیا گیا ایسی حالت مین بمقابلہ سطوت خلافت کے علی مرتضیٰؑ کو ضرورت نہین تہی کہ تفسیر پیغمبری کے قرآن موجودہ مین شامل ہونے کے لیے تلوار کھینچتے اگر سیاست مدن علی مرتضیٰؑ کے ہاتھہ مین ہوتی تو وہ بیشک ایسا کر سکتے تھے کہ قہراً کسی مسئلہ صحیح کی تعمیل کرائین

اور جیسے بوجہ ہاتہہ مین نہونے سیاست مدن کے کسی غلط مسئلہ شریعت

کے عمل کو بجز ہدایت کردینے کے تہرا نہین روک سکتے تہے ویسے ہی

قرآن موجودہ مین تفسیر پیغمبری کے نہ شامل کرنیکو یا اُسکے ترک کو جس

سے غیر صحیح تاویل اور غلط مسائل قرار دینے کا موقع ہر ایک شخص کو

حاصل ہوگیا روک نہین سکتے تہے۔

البتہ بموجب وصیت پیغمبرؐ کے علی مرتضی کا صرف یہ فرض تہا

کہ قرآن کو بموجب تعلیم اور ہدایت اور تفسیر پیغمبری کے جمع کرتے چنانچہ

ویسا ہی اُنہون نے جمع کیا اور خلفا کے سامنے کہ جنکے ہاتہہ مین خلافت

تہی پیش کیا علی مرتضی نے جسقدر اُنکا فرض تہا ادا کردیا دیگر صحابہ

نے جو اُسکو قبول نہ کیا اُسکی بابت وہ مشغول الذمہ رہے اور ایسا

کہ وہ صحابہ کامل الایمان نہین تہے ویسا ہی اُنہون نے ایسا قرآن

جمع کیا کہ بلحاظ نہ شامل ہونے تفسیر پیغمبری کے کامل نہین سمجہا جاسکتا

قرآن موجودہ کے کمال مین یہ نقص رہا کہ ہر لفظ اور ہر آیت کے

معنی اور مقصود کو ہر مسلمان اپنے ذہن اور مرضی کے موافق لگاتا ہے

جسکے سبب سے مذہب اسلام مین صراط مستقیم چہوٹ کر سیکڑون

راہین پڑ گئین اور باہم مسلمانون کی نوبت جنگ و جدال کی پہونچی

اور قوت اُنکی منتشر ہوگئی۔

اگر وہ تفسیر پیغمبری جو شامل قرآن اور حکم قرآن مین تہی قرآن موجودہ مین شامل کی جاتی یا بموجب وصیت پیغمبرؐ کے جو قرآن علی مرتضی نے جمع کیا تہا لے لیا جاتا یا وہ تفسیر پیغمبری قرآن مجتمعہ علی مرتضی سے یا قرآن ابن مسعودؓ یا ابی بن کعب سے شامل قرآن موجودہ کی جاتی جس قدر کہ اُن مین تہی کہ وہ بہی تشریح مسئلہ امامت اور نام علی مرتضی کے لیے کسی قدر کافی تہی یا قرآن موجودہ کے معنی وہی لیے جاتے جو اہلبیت پیغمبرکہ جن مین علیؑ مرتضی داخل ہین فرماتے کہ جنکے تمسک کے لیے پیغمبرؐ حجۃ الوداع مین آخری وصیت تمام صحابہ سے فرما گئے تہے۔

تو کیا کچہ شبہہ ہوسکتا ہی کہ ایسا قرآن بمقابلہ قرآن موجودہ کے ایسا کامل ہوتا کہ جس سے وہ راستہ اختلاف مسلمانون کا بند ہو جاتا کہ جو رخنہ مذہب اسلام کے لیے ہوا ہی اور جسکے باعث سے باہم مسلمانون کی نوبت کشت و خون کی پہونچکر قوت مسلمانون کی تباہ اور برباد ہوگئی ہی۔

ایسا قرآن کامل نہ جمع کرنے سے بیشک اُن صحابہ سے خطا ہوئی کہ جنکی مرضی کے موافق وہ جمع ہوا اور ایسی خطا کا واقع ہونا اُنسے کچہ قابل تعجب کے نہین تہا کہ خود اہلسنت اُنکو معصوم قرار نہین دیتے ہین اور جس کسی کو کہ معصوم قرار نہ دیا جاوے اُس سے خطا کا سرزد ہونا

خارج امکان سے نہین ہی اور شیعہ اسی قسم کی اُنکی خطاؤن کے سبب سے اُنکو ناکامل الایمان مانتے ہین اور اسی اعتبار سے اُنکو غیر ثقہ اور خائن سمجھتے ہین۔

مگر غیر معصوم کو ایسا سمجھنا کچہ شیعو نپر موقوف نہین ہی بلکہ خود علمای اہلسنت بہی غیر معصوم فاسق اور فاجر کو مسلمان مانتے اور جانتے ہین اور اُسکے فسق و فجور کے باعث سے کہ جو مخالفت امور اسلامی مین اس سے ظاہر ہوتی ہی تمام دیگر امور اسلامی سے اُسکے جو مطابق احکام شریعت کے صادر ہوتے ہین قطع نظر نہین کرتے۔ لیکن بمقابلہ ایسے شخص کے کہ جس سے کوئی خطا یا فسق و فجور سرزد نہو کم درجہ مین ضرور ہی کہ رکہین۔

لیکن مصنف مخاطب افسوس ہی کہ شیعون سے یہ چاہتے ہین کہ غیر معصوم صحابہ کو جن سے خطا سرزد ہوئی اور خطا سرزد ہونے کا امکان تہا ایسا ثقہ اور غیر خائن مان لین کہ جیسے معصوم ہوتا ہی۔

یہ بات نہین ہی جیسا کہ مصنف مخاطب کہتے ہین کہ وہ اتنا پتہ تو صاف صاف مل گیا کہ مسئلہ امامت اور اسمائے ائمہ اور اسمائے اعدائے ائمہ انہین سے خارج کر دیے گئے اسکے سوا اور ارکان دین خدا جانے کیا کیا نکل گئے ہون گے!!!

" جملہ یہ بات ہی کہ مسئلہ امامت کی تصریح اور اسماے ائمہ و اسماے اعداے ائمہ جو تفسیر پیغمبری سے ازروے وحی ظاہر ہوتا تہا وہ قرآن موجودہ مین شامل نہ کرنے کی حیثیت سے ضرور خارج کردیے گئے جسکی حقیقت خود کتب اہلسنت اور روایات مسلمہ مصنف مخاطب سے ہم اوپر دکہا آئے ہین۔

اور اسکے سوا دیگر ارکان دین خدا جو علماے اہلسنت نے اپنی اپنی راے سے خلاف تفسیر پیغمبری تاویل کر کرکے قائم کیے ہین وہ بہی سب معلوم ہوگئے ہین اور جنکا تعین وہ اختلاف ظاہر کرتا ہی جہان جہان ہر قسم کے مسائل مین سنی اور شیعہ کے درمیان اختلاف ہی اور جسکا ذکر مفصل کتب فریقین مین موجود ہی اور جس سے صاف ظاہر ہوجاتا ہی کہ مذہب اہلبیت کیا رہا ہی اور مذہب غیر اہلبیت کیا ہوگیا ہی۔

یہ احتمال مصنف کا کہ وہ شاید مسئلہ امامت کو اللہ نے بطور بدا منسوخ کردیا ہو اور حکم ناسخ اُس قرآن مین ہو جو ساقط ہوگیا"

مسئلہ بدا کی غلط فہمی کی وجہ سے ہی کسی قدر مسئلہ بدا کا بیان ہم پہلے ایک موقع پر کر آئے ہین۔ درحقیقت مسئلہ بدا قانون قدرت الٰہی کے مطابق ہی۔ ہم دیکہتے ہین کہ قانون قدرت الٰہی زمین سے درخت

اوگتا ہی اور کبھی وہ درخت ایک مدت تک موجود اور قائم رہتا ہی اور کبھی دوسرے قانون قدرت الٰہی کی وجہ سے کبھی جلد اور کبھی دیر مین فنا ہوتا ہی اور دوسرا درخت اُسی جگہ پیدا ہو جاتا ہی اور جب تک کوئی دوسرا درخت پیدا نہو جسکے مفید خلائق ہونیکا یقین ہو یا اگر کسی درخت کو قبل از وقت قطع کر دیا جائے اور اُسکی شاخ پھوٹکر درخت ہو جانے کی حالت پیدا نہ کرے اُسکا انتظار کیا جاتا ہی۔

یہ مثال مسئلہ بداکی وجود امام سے متعلق ہو سکتی ہی جبتک امام زندہ رہے یا اپنے منصب کو ترک یا معطل کر دے۔

لیکن اصل امامت کو اُس مسئلہ سے کچھ تعلق نہین ہی امر امامت کا ایسا مسئلہ ہی کہ جیسے کسی زمین سے جو قابلیت روئیدگی کی رکھتی ہو اُس سے روئیدگی کا نہونا محال ہی اسلیے مسئلہ امامت نہ منسوخ ہوا نہ ہو سکتا تھا اور نہ اُسکا حکم ناسخ قرآن مین تھا اور نہو سکتا تھا۔

قرآن موجودہ مین جو کچھ بموجب تفسیر پیغمبری کے تشریح تہی شامل نہونے سے مقصود قرآن البتہ ساقط ہو گیا جو اس امر کو شامل تھا کہ تھا کہ مسلمانون مین اختلاف اور تفرقہ پیدا نہو۔

مسئلہ امامت کے منسوخ نہو سکنے کی وجہ یہ ہی کہ مخلوق خدا کو چارہ نہین ہی بجز اسکے کہ ایک اعلیٰ درجہ کا مقام اسکے لیے ایسا ہو کہ جو عدالت

کی نوعیت سے اُنکا انتظام اور اصلاح کر سکے اور وہ مقام اعلیٰ درجہ عدالت کا مخلوق کے انتظام کے لیے اسلیے ضروری ہی کہ انصاف اُس جگہ ختم ہو سکے۔ اسلیے ضرور ہی کہ ہر زمانہ مین ایک امام مفترض الطاعۃ مانا جاے۔

قرآن صرف موعظت پر محدود نہین ہی بلکہ احکام انتظامی جو مخلوق کے لیے ضروری ہین اُسمین شامل ہین۔ اسلیے ضرور ہی کہ کوئی امام ایسا مقرر کیا جاے کہ جو نفاذ اور تعمیل قرآن کی کرا سکے اور اسی موقع پر عقل یہ چاہتی ہی کہ وہ امام ایسا ہو کہ جو اپنے ہم عصر مخلوق مین سب سے زیادہ عادل ہو تاکہ اُسکی عدالت کے سبب سے اُسکے حکم مین خواہ وہ انتظام اندرونی سلطنت سے تعلق رکھتا ہو خواہ بیرونی سلطنت کے جنگ اور صلح سے۔

اور اُسی عدالت پر نظر کرنے سے صاف نظر آتا ہی کہ ہر سلطنت مین عصمت مضمر ہی لازم ہی کہ رعایا کو یقین ہو کہ قانون بخطا ہی اور جیسے کہ قانون بخطا ہی ویسے ہی حکم امام بھی بخطا ہی ورنہ حکم اور قانون چلایا نہین جا سکتا اگر ہر شخص عمل کرنیوالا یہ تردد کرے کہ حکم صحیح ہی یا نہین تو اندرونی سلطنت بالقلب اُسپر کیونکر عمل کر سکتا ہی اور بیرون سلطنت دن سے کیونکر کوئی جنگ کرنے کے لیے جا سکتا ہی اور جنگ مین کیونکر کوئی کسی

کو قتل کرسکتا ہی۔

کیا کچہہ شبہہ ہوسکتا ہی کہ جبتک قانون اور حکم امام پر بخطا ہونیکا یقین حاصل نہو جاے بغیر اسکے امام کو مفترض الطاعۃ مانا جاسکتا ہی۔ یہی معنی ہین اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے۔

خدا قانون بخطا کا القا کرنیوالا ہی اور رسول بخطا اُس قانون کو لوگون پر پہونچانیوالا اور اولی الامر بخطا اُسکا تعمیل کرانیوالا کہ جسکے ہاتہہ مین کاروبار ہو اور دراصل اسی کاروبار کے چلانیکو امامت کہتے ہین اور اُسی کاروبار والیکو خدا نے اولی الامر کہا ہی جیسا کہ معنی لفظ امر سے ظاہر ہی جسکی مراد کام سے لی جاتی ہی مگر ضرور ہی کہ ایسی امامت تابع خلافت نہو اور نہ ایسا امام مطیع خلیفہ قرار دیا جاے ورنہ مخلوق خدا کو ضرر پہونچے گا کیونکہ امامت تابع خلافت ہونے سے دین کامل طور پر نہین چل سکتا ہی اور خلافت تابع امامت ہونے سے تعمیل دین کی صحیح طور پر ہوسکتی ہی۔

کچہہ شبہہ نہین ہی کہ ایسی امامت کی قابلیت سوا علی مرتضی اور دیگر ائمہ اہلبیت کے بمقابلہ اُنکے ہم عہد خلفا کے کسی کو نہین ہوسکتی تہی جسکی بنا اُسی وقت پڑی ہی کہ جسوقت پیغمبر نے اول دعوت اسلام اپنے قریب ترکنبہ والونپر کی ہی اور جسوقت کہ پیغمبر نے مبعوث ہوکر اظہار دعوت اسلام کا کیا اُسی وقت علی مرتضی نے کہڑے ہوکر پیغمبر

سکے امر تبلیغ رسالت کی نصرت اور اعانت کو اپنے ذمہ لیا اور جیسے کہ پیغمبر منجانب اللہ رسالت پر مبعوث ہوے ویسے ہی علی مرتضیٰ منجانب اللہ امامت پر مبعوث ہوے جنکا کام امر تبلیغ رسالت کو تعمیل کرنا تہا اور یہ دونون امر عین ایک ہی وقت پر ظہور مین آئے۔

یہ معنی ہین امام منجانب اللہ کے امامت کے لیے جسکے تابع خلافت ہے۔ شرافت نسبی۔ قوت جسمانی۔ شجاعت۔ فصاحت۔ علم۔ عدالت ضروری ہین۔

یہ تمام اوصاف حسن اتفاق قدرتی سے اور لیاقت ذاتی سے بحیثیت کسب کے بوجہ تعلیم اور تربیت اور استمراری معیت پیغمبر کے اور خدمات اسلام کے بجالانے سے (جن مین محض مرضات اللہ کے سوا کہ جنکے بدلہ مین اپنا نفس بیچ ڈالا تہا اور کچہ مقصود نہ تہا) حاصل ہوکر علی مرتضیٰ مین جمع ہو گئے تہے۔

مین پوچہتا ہون مجکو کوئی بتاے کہ ان اوصاف مین سے کونسا وصف ایسا ہے کہ جو بمقابلہ دوسرون کے علی مرتضیٰ مین اعلیٰ اور برتر نہین تہا اور کون امر مانع ہوا کہ اُنکی امامت کو برقرار نہ رکہا گیا کہ جو عہد پیغمبر سے چلی آتی تہی اور بعد پیغمبر اُنکو خلیفہ قبول نہ کیا گیا۔

یہی مسئلہ امامت کا جسکو مسئلہ بدا سے کوئی تعلق نہین اور نہ

مسئلہ امامت کا منسوخ ہو سکتا تھا اور یہی مسئلہ امامت کا قرآن موجودہ مین اب بہی موجود ہی (دیکھو بحث امامت از صفحہ ۷۷ جلد دوم رسالہ روشنی)

البتہ مسئلہ امامت کی تشریح جو تفسیر پیغمبری مین تہی وہ قرآن موجودہ مین شامل نہونے سے بیشک ساقط ہوگئی۔

مصنف مخاطب بجاے اسکے کہ مسائل متنازعہ پر کوئی محققانہ راے لکھین شیعونپر مطاعن قائم کرنیکی کوشش مین بطور طنز کے یہی فرض کرتے ہین ؎ کیا عجب ہی کہ اُنہون نے (صحابۂ غیر ثقہ نے) قرآن مین کچہہ بڑہا بہی دیا ہو جیسے اہل کتاب نے توریت انجیل وغیرہ مین بڑہا دیا اور پہر خود ہی اسپر تفریع کرکے اپنے قیاسات گذشتہ دور راز کا اعادہ کرتے ہین جسکی بابت اس موقع پر ہمکو سوا اسکے اور کچہہ کہنے کی ضرورت نہین ہی کہ مصنف نے یہ دعوی کیا تہا کہ وہ کتب مذہب شیعہ سے اُنپر اعتراض کرینگے لیکن کتب شیعہ سے اُنپر اعتراض تو امر محال تہا خود اپنی کتب سے بہی کوئی طعن اُنسے نہو سکا۔ تب اُنہون نے یہ وتیرہ اختیار کیا ہی کہ محض وسوسہ اپنے دل مین ڈالکر شیعونپر الزام لگانے کے لیے یہ کہتے ہین کہ ؎ کیا عجب ہی کہ اُنہون (صحابہ غیر ثقہ) نے قرآن مین کچہہ بڑہا بہی دیا ہو!!

اور جب اس تخیلہ کی کوئی بنیاد نہین تو اُسپر جو کچھ تفریع کی گئی ہی وہ خود بے بنیاد ہی کہ جسکی کوئی حقیقت ہمکو دکہانیکی ضرورت نہین ہی —

یہ سفسطہ مصنف مخاطب کا کہ جناب امیرؑ کو اپنی خلافت کے زمانہ مین بہی اصلی قرآن ظاہر کرنیکی جرأت نہین ہوئی — ائمہؑ کو بہی شاید خوف کی وجہ سے یہ موقع نہ ملا۔ علی مرتضی کی اور ائمہ معصومین کی حالت پر بے پروائی کرنیکی وجہ سے ہی —

علی مرتضی کا زمانہ خلافت کم مدت تک رہا اور جسوقت کہ زمانہ خلافت شروع ہوا تہا اُسوقت حالت خلافت کی نہایت ابتر ہو گئی تہی اور ایک فتنۂ عام پہیلا ہوا تہا جو حضرت عثمان کی جان لے چکا تہا — وہ وقت ایسا سخت اور مشکل تہا کہ سوا علی مرتضیؑ کے کسی کو جرأت خلافت قبول کرنیکی نہوئی نہوسکتی تہی — جب علی مرتضیؑ نے اُس پر فساد حالت خلافت کو قبول کیا تو قدم قدم پر فتنہ برپا ہو گئے جسکا اصلی باعث خلاف مرضی خدا اور سنت رسولؐ کے خلافت کو بے محل مقام جدید پر قائم کرنا تہا —

پیغمبرؐ نے جس کسی کو اپنے عہد مین کارپرداز مذہب اسلام قبول کرلیا تہا وہی مرضی خدا اور سنت رسول کی تہی برخلاف اُسکے بعد

پیغمبر دوسرونکو یکے بعد دیگرے خلفا قبول کیا گیا اسی بات سے ہر ایک
شخص کو حصول خلافت کا حوصلہ ہوگیا تہا اور اُسی حوصلہ نے اُس نامدار
خلیفہ (علی مرتضی) کو میدان جنگ جمل او رصفین کے دکہائے۔
جنگ جمل کی فتنہ پردازی کو علی مرتضی سنے فرو کرکے کامیابی حاصل
کی اور جنگ صفین مین بہی فتحیابی ہو ہی چکی تہی کہ عین معرکۂ جنگ مین
لشکر علی مرتضی کے ایک گروہ سنے ایک نیا فتنہ برپا کیا جسکا نتیجہ جنگ
کا بند ہوجانا لازمی تہا اگر اُسوقت جنگ بند نہ کی جاتی تو خود باہم لشکر
علی مرتضی کے کشت وخون شروع ہوجاتا اور دشمن حملہ کرکے لشکر
مطیع علی مرتضی کو قطعی تباہ کردیتا۔
ایسی حالت مین امام یا جو افسر اعلی اُسوقت فوج کا ہو اُسکا
فرض ہی کہ وہ اپنے مطیع لشکر کو دشمنون کے ہاتہہ سے محفوظ رکہے
اور ایسی تدبیر کرے کہ اُسکے مطیع لشکر کی قتل سے حفاظت ہوجاے
تاکہ وہ پہر کسی دوسرے وقت پر کام آسے۔
چنانچہ علی مرتضی سنے اپنے اُسی محفوظ لشکر سے دوسرے وقت
پر اُسی گروہ فتنہ پرداز لشکر کو تہ تیغ کرکے فتحیابی حاصل کی لیکن بمقابلہ
معاویہ بن ابو سفیان علی مرتضی دوبارہ لشکر اور سامان جنگ مہیا کررہے
تہے کہ وہ واقعۂ ناگہانی پیش آیا جسکا نتیجہ علی مرتضی کا قتل خانۂ خدا مین

بحالت نماز کے ابن ملجم کے ہاتہہ سے ہوا۔ اگر یہ واقعہ پیش نہ آتا تو ضرور علی مرتضیٰؑ شامی فتنہ کو فرو کردیتے۔

جس شخص نے کہ عہد پیغمبرؐ مین اپنی قوت بازو سے ہر جنگ و جدل مین دشمنون کو قتل کرکرکے دین اسلام کو جاری اور قائم کردیا اور عہد خلافت حضرت عمرؓ مین بہی اُسی شخص کی راے پر عمل کرنے سے ملک شام اور ایران فتح ہوا۔ اور اپنے قلیل زمانہ خلافت مین بہی فتحمندیان حاصل کین کیا اُسکی نسبت یہ شبہہ ہوسکتا ہی کہ وہ بمقابلہ فتنہ شام کے کامیاب نہو سکتا۔ نہین۔ نہین۔ ہرگز نہین۔

علی مرتضیٰ کا ہر فعل اور قول خواہ اُنکا زمانہ خلافت کا تہا یا نہ تہا بالکل مطابق قرآن کے رہا ہی از روے اُس تفسیر پیغمبری کے جسکی اُنکو تعلیم دی گئی تہی۔

قبل اُنکے زمانۂ خلافت کے جس مسئلہ اور جس معاملہ مین خلفاے ہم عہد اُنسے راے لیتے تہے جسکی بابت کتب اہلسنت مالامال ہین وہ ارشاد علی مرتضیٰ کا اُسی تفسیر پیغمبری کی رو سے ہوتا تہا اور اُسی کی بنا پر علی مرتضیٰؑ مسائل کو حل اور امور کو طے کرتے تہے اور اُنکو اپنے اُس قلیل زمانۂ خلافت مین جو امور پیش آئے اُنکا ہر قول اور فعل مذہب اسلام مین سند لیا جاتا ہی اور یہانتک کہا جاتا ہی کہ وہ اگر علی مرتضیٰؑ کی

نظیر موجود نہوتی تو مذہب اسلام اس مسئلہ ہی سے خالی تہا کہ باغیون کے ساتھ کیا عمل کرنا چاہیے " (دیکھو سیرۃ النعمان)

درحقیقت علی مرتضیٰ نے اگرچہ مسئلہ بغاوت قرآن مین ہی لیکن اُسکے متعلق بہت تشریحین اپنے قول اور فعل سے کردین اور اچہی طرح سے بتا اور جتا دیا کہ امام کا کیا حق اور اختیار ہے اور قرآن موجودہ کو کہدیا کہ یہ قرآن صامت ہے اور سنا دیا کہ مین قرآن ناطق ہون - یہ تہی جرأت اجراء اُس قرآن تفسیری پیغمبری کی -

کچہ شبہہ نہین ہے کہ علانیہ طور پر بعد وفات پیغمبر ہر زمانہ مین اپنے دم مرگ تک اُسی قرآن تفسیری کو اپنے زمانہ خلافت اور غیر خلافت مین جب جب موقع ہوا اور جب جب کسی نے دریافت کیا علی مرتضیٰ جاری کرتے رہے اور آئندہ اجراء کے لیے وہ قرآن تفسیری اور اپنا عمل اپنے گیارہ جانشینون کے لیے چہوڑ گئے جو یکے بعد دیگرے ہونیوالے تہے جسکو ہر زمانہ کا جانشین جاری کرتا رہا -

بیشک ائمہ اہلبیت نے ایسا خوفناک زمانہ پایا تہا کہ ہر دم ہر قسم کا خوف لگا رہتا تہا مگر اُسمین اُنکی بخوبی آزمائش ہوگئی کہ وہ ذرا بہی مخوف نہین ہوے اور امر حق برابر کہتے رہے اور سچے دین کی ہدایت اور تعلیم دیتے رہے اور طریقہ علی مرتضیٰ پر جو عین طریقہ پیغمبر کا

تہا عمل کرتے رہے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے جو اگا ترک خلافت کیا تہا جنگ کا بند کردینا اپنے دوستون کی حفاظت کے لیے کہ دشمن کے ہاتہہ سے قتل نہو جائین جیسا کہ خود انکے ارشاد مین موجود ہی یہ طریقہ حفاظت کا وہی تہا کہ جو علی مرتضی نے صفین مین جنگ کو بند کرکے اپنے دوست لشکر کو دشمنون کے ہاتہہ سے محفوظ رکہا تہا۔

کسی کو یہ شبہہ نہونا چاہیے کہ ترک خلافت سے حضرت معاویہ کے لیے حق خلافت پیدا ہوگیا نہین ترک سے انتقال لازم نہین آتا ہی کہ خلافت حق حضرت معاویہ کا سمجہا جاسکے۔ امام نے جب خلافت کو ترک کیا تو مستحق قبضہ اسپر وہی ہو سکتا تہا کہ جسکا اسپر حق تہا حضرت معاویہ نے جو اسپر قبضہ کیا اسکے وہ مستحق نہین تہے انکا قبضہ اسپر ناحق سمجہنا چاہیے۔

حضرت امام حسین نے شب عاشورہ جو اپنے ہمراہیون کے مقابلہ مین یہ خطبہ فرمایا تہا کہ "مین تم لوگونکو جس نیت اور ارادہ سے ساتہہ لایا تہا وہ صورت باقی نہین رہی ہی (یعنی امید فتح) اور مین دشمنون مین گہر گیا ہون اور یہ قوم سوا میرے کسی اور کی طلبگار نہین ہی مین تم لوگونکو اجازت دیتا ہون کہ شب تاریک ہی تاکہ لوگون کو

ندامت دامنگیر نہو) جسطرف جسکا جی چاہے چلا جائے اُسپر کچھہ لوگ چلے گئے اور جو لوگ بوجہ محبت رسول کے امام سے عشق رکہتے تہے اُنہون نے امام علیہ السلام کو تنہا دشمنون مین چھوڑنا گوارا نہ کیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے جو اپنے ہمراہیون کو اختیار چلے جانیکا دیا وہ اُنکا فرض منصبی امامت کا تہا۔ جب اُنکو یقین ہوگیا کہ مین بہی قتل ہو جاؤنگا اور میرا ہمراہی بہی کوئی زندہ نہین رہیگا تو اُنپر لازم تہا کہ وہ اپنے ہمراہیون کی حفاظت کی تدبیر کرین اور اُنکے اسی بیان تدبیر حفاظت نے ثابت کر دیا کہ وہ امام برحق تہے اور امام برحق کا ہی درحقیقت یہ کام ہی کہ کون موقع دشمن سے جنگ کا ہی اور کون موقع دشمن کے ہاتہہ سے اپنے ہمراہیون کو محفوظ رکہنے کا۔ اور اسی بنا پر مذہب شیعہ مین مسئلہ جہاد قرار دیا گیا ہی۔ اور جبتک عصمت امام یعنی اُسکے بیخطا ہونیکا یقین نہو کبہی کوئی ارشاد امام پر عمل نہین کر سکتا ہی اور اسی لیے اُن ائمہ کو جو معصوم تہے معصوم ماننا ضروری ہی۔

امام حسین علیہ السلام نے جو طریقہ حفاظت اپنے ہمراہیونکا اختیار کیا تہا درحقیقت یہ وہی طریقہ ہی کہ جو علی مرتضی نے جنگ صفین مین اور امام حسن نے وقت ترک خلافت بمقابلہ اہل شام کے اختیار کیا تہا۔

اگرچہ یہ تینون واقعے بحسب اپنے موقع کے صورت جداگانہ رکہتے ہین لیکن اصول اُن سب کا وہی ایک ہی کہ قتل ہوجانے سے ائمہ کے دوست اور ہمراہی محفوظ رہین۔

یہ اصول علی مرتضیٰ نے درحقیقت پیغمبرؐ سے سیکہا تہا مقام حدیبیہ پر جب پیغمبرؐ کو کفار کی جنگ سے اندیشہ شکست اور مغلوب ہونیکا ہوا کہ بغیر ارادۂ جنگ کے قلیل ہمراہیونکے ساتہہ بارادہ طواف خانہ کعبہ کے تشریف لائے تہے اور سامان کافی جنگ کا ہمراہ نہین تہا اور اُسیکے ساتہہ اس بات کا اندیشہ بہی تہا کہ موجودہ ہمراہیون مین سے لوگ وقت جنگ کے اپنی اپنی راہ اختیار کرینگے جسکا چند مرتبہ پیغمبرؐ کو تجربہ ہوچکا تہا اور اس اندیشہ پر مضمون تجدید بعیت اشارہ کر رہا ہی۔

مگر جو لوگ کہ وقت جنگ کے قائم رہنے والے تہے اُنکے خطرہ مین پڑنیکے اندیشہ نے پیغمبرؐ سے صلح کرائی اور اُسی تدبیر نے پیغمبرؐ کے سچے وفادارون کو محفوظ رکہا اور وقت تحریر صلحنامہ کے پیغمبرؐ نے علی مرتضیٰ کو بتا دیا تہا کہ تمکو بہی ایک ایسا ہی وقت آئیگا۔

شاید کسی کو یہ شبہہ ہو کہ پیغمبرؐ نے بعض موقعونپر ایسا بہی کیا ہی کہ جب قلیل ہمراہی اُنکے ساتہہ تہے بمقابلہ کفار کے جنگ کی ہی۔ لیکن واضح رہے کہ جنگ کے لیے دو صورتین ہوا کرتی ہین۔ ایک دشمن کیطرف

جانا اور دوسرے دشمن کا اپنی طرف آنا - اول صورت کو حملہ اور دوسری صورت کو دفع کہتے ہین - اور بحالت دفاع کے جنگ پر مجبوری ہوتی ہی -

پیغمبرؐ نے جہان کہین ایسی حالت مین اجازت جنگ کی دی ہی کہ جہان اُنکے ہمراہی قلیل تہے وہان صورت دفاع اور حملہ کفار کے روکنے کی ہی - اور مقام مدینہ مین پیغمبرؐ کا تشریف لیجانا گو دوسری نیت سے تہا مگر ظاہر صورت حملہ کی تہی اور جب حملہ کے وقت اندیشۂ شکست اور مغلوبی کا ہو تو اُسوقت مین قتل سے محفوظ رکہنے کے لیے اپنے ہمراہیون کے لیے کوئی تدبیر لازم ہوتی ہی -

پیغمبرؐ کے تمام افعال اور اقوال حجت ہین جنسے تفسیر قرآن کی ہوتی ہی جو قرآن علی مرتضی نے مرتب کیا تہا وہ ہر قول اور فعل پیغمبرؐ کی رو سے تفسیر تہی اور اُسی کے بموجب علی مرتضی اور ائمہ اہلبیت عمل کرتے رہے اور دوسرونکو بتاتے رہے جن لوگون نے کہ اُنسے لیا اُنکے پاس موجود ہی اور اُسی صراط مستقیم پر قائم ہین اور جن لوگونے کہ اُنسے نہین لیا وہ لوگ مشابہ در مشابہ راہ مین حیران اور سرگردان ہین -

اس حقیقت کے ظاہر ہونیکے بعد دیکھو کہ جناب امیرؑ کو اصلی قرآن

کے ظاہر کرنیکی جرأت ہوئی یا نہین اپنی خلافت مین یا غیر کی خلافت مین
اور ائمہ کو بہی خوف کی وجہ سے اُسکے جاری کرنیکا موقع ملا یا نہین۔

شیعہ اسکے قائل نہین ہین کہ صحابہ نے قرآن مین تصرفات کیے
البتہ بترتیب نزول قرآن موجودہ جمع نہین ہوا ہی جسکے خود علماے
اہلسنت بہی قائل ہین اور تفسیر پیغمبری بیشک اُسمین شامل نہین کی
گئی کہ جسکے بعض بعض حصہ کا وجود خود کتب اہلسنت مین موجود ہی
اور جسکو وہ آیات منسوخ التلاوۃ یا وحی سواے قرآن کے قائل ہوے
ہین جسکی تشریح ہم پہلے لکھہ آئے ہین۔

اصل قرآن مین کہ جسمین کوئی تصرف نہین ہوا بیشک آجتک
اُسیطرح موجود ہی جسطرح کہ جمع کیا گیا اور ائمہ اہلبیت برابر اسی قرآن
موجودہ پر عمل کی ہدایت فرماتے رہے ہین لیکن از روے علم اور تفسیر
پیغمبری کے ائمہ اہلبیت جو معنی اور منشا بتاتے رہے ہین اور
اپنے آپکو اور غیرونکو جن جن آیات کا مصداق قرار دیتے رہے ہین
شیعہ بنظر ارشادِ پیغمبرؐ کے ارشادات ائمہ کو اُسی حیثیت سے آیات
قرآنی کے معنی اور منشا اور مصداق کو قبول کرتے ہین جس حیثیت سے
کہ اُنہون نے فرمایا ہی۔

مثل اہلسنت کے شیعون سے یہ نہین ہو سکتا کہ معانی اور

منشا اور مصداق آیات کو اپنی رائے سے قرار دیکر خلاف وصیت
رسول کے صرف قرآن سے ظاہری تمسک کرین اور اہلبیت عترت
رسول کو قطعی چھوڑ دین -

مہاجرین اور انصار اور ازواج اور آیت غار اور بیعت رضوان
کی نسبت شیعونکا یہ اعتقاد نہین ہی کہ " کیا عجب ہی کہ وہ آیات
تصنیفات صحابہ سے ہون " لیکن جیسے مہاجر اور انصار اور صحابہ کے
متعلق قرآن مین اگر ایسی آیتین موجود ہین کہ جنسے اُنکے اُسوقت کے
افعال کی پسندیدگی پائی جاتی ہی تو ایسے آیات بہی موجود ہین کہ جن سے
اُنکے افعال سے ناخوشی اور اُنکی مذمت بہی خصوص جہاد کے وقت
میدان جنگ مین قائم نرہنے کے متعلق ثابت ہوتی ہی -

ازواج رسول بیشک امہات المومنین ہین جسکا مقصود یہ ہی کہ
بعد پیغمبرؐ کے اُنسے کوئی نکاح نہین کرسکتا جس سے اور کوئی شرف اُنکا
اُس سے برتر پایا جاتا ہو - اُنکے متعلق بہی آیات عتاب اور غیر خوشنودی
خدا کی موجود ہین -

اور کچہہ شبہہ نہین ہی کہ اُنکی حالت اُنکے اختیار مین تہی اور وہ امور
حسن اور قبیح کے عمل مین لانے کی مختار تہین - جس بی بی نے جیسا
عمل کیا بیشک وہ اُسکی مستحق ہی کیا ازروے قرآن اور کیا ازروے

احادیث پیغمبرؐ کوئی بی بی اُنکی امت رسول کے لیے نمونہ قرار نہین پا سکتی
ورنہ قرار پائی ہی۔

کیا علی مرتضیٰ کی خلافت برحق مین بی بی عائشہ نے علم بغاوت
بلند نہین کیا کیا میدان جنگ مین اونٹ پر سوار ہو کر گھر سے باہر
خلاف نص صریح قرآنی کے نہین نکلین ۔ کیا وہ اسمین مرتکب امر
قبیح کی نہین ہوئین۔ کیا وہ مستحق اُسکے نتیجہ کی نہین ہو سکتین ۔
ایسے امر کے عمل مین لانے سے کیا اہلسنت اپنے طرفدارونکو ہونون
نے شرمندہ نہین کیا ؟۔

اسیطرح آیت غار سے کوئی شرف حضرت ابو بکر کے لیے پیدا نہین
ہوتا ہی اُسمین حضرت ابو بکر کے ساتھ ہونیکا حکایتاً ذکر ہی۔

اور آیت بعیت رضوان سے جبتک کہ ایفائے عہد ظہور مین
نہ آئے جیسے کہ خود اُسی آیت مین اُسکا اشارہ ہی کیا شرف کسی کو
حاصل ہو سکتا ہی جبکہ بعد اُسکے نکث عہد بعیت جنگ خیبر اور حنین
مین پیغمبرؐ کو چھوڑ کر پیٹھہ دکھا گئے جسکا ذکر قرآن مین موجود ہی مصنف
مخاطب نے بطرز نواس موقع پر جان امور کا اعادہ کیا ہی سو اُنکی
حقیقت ہم اوپر دکھا آئے ہین۔

اخیر مین مصنف یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ "جبتک جامعین قرآن کو

ثقہ نہ مانا جاے اسوقت تک کیونکر یہ مانا جاسے کہ انہون نے قرآن یا وصیت
بڑہایا نہین وہ اپنی حکومت کے زمانہ مین سب کچہہ کرسکتے تہے ‘‘ بیت عترت
مین مصنف مخاطب سے یہ پوچہتا ہون کہ کیا انکا یہ مقصود
ان جامعین قرآن کو معصوم مانا جاے اگر یہ مقصود ہی تو خود اہلسنت رضوان
کا یہ اعتقاد ہی کہ وہ معصوم نہ تہے اور جو معصوم نہو اس سے خطا کا وقوع آیات
ممکن ہی لیکن غیر معصوم سے یہ ضرور نہین ہی کہ تمام افعال اسکے سرتا پا خطا ہو صحابہ کے
بلکہ ضرور ہی کہ کوئی فعل اسکا خطا کا ہو اور کوئی فعل غیر خطا کا اور اس سے فعل کے وقت کے
کسی حصہ مین خطا ہو اور کسی حصہ مین نہو۔ قرآن مین کچہہ بڑہانیکی انکو حاجت لہ جس سے
نہین تہی تفسیر پیغمبری کو قرآن سے خارج رکہنے سے انکی غرض حاصل ہوجاتی تہی کے وقت
تفسیر پیغمبری سے جو امور شرح ہو گئے تہے انہین کسی اختلاف کی گنجائش باقی
نہین رہی تہی یعنی اور مقاصد آیات مین خودرائی کا اختیار تفسیر پیغمبری کے مود یہ ہی کہ
شامل نرکہنے سے قرآنین حاصل ہوگیا اور اسیقدر انکو اپنی غرض کے لیے کافی شرف انکا
تہا انہون نے اپنی حکومت کے زمانہ مین جو کچہہ کیا وہ کیا کم ہی جو مصنف مخاطب رغیر خوشنودی
قرآنمین نہ بڑہانیکو خطا سے انکی برارت کے لیے دلیل لاتے ہین۔ قرآن
مین کچہہ بڑہانا بنظر اسکی فصاحت اور بلاغت کے غیر ممکن تہا اور ایک ور وہ امور
طرز بیان سے دوسرا طرز بیان خود بخود بتادیتا کہ کچہہ بڑہایا گیا ہی وہ لوگ نے جیسا
ایسے نادان نہین تہے کہ اپنی خطا کی خود اپنی خطا سے گرفت کرواتے۔ زروے